عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۹ جلد ۳۸/۵

دسمبر ۲۰۰۱ء

رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

افغان صورت حال عالم اسلام اور حکومت پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ!

رمضان المبارک کے فضائل و مسائل

کیا مسلمان نبی کی توہین برداشت کر سکتا ہے

مرزا غلام احمد قادیانی کا برپا کیا ہوا انقلاب کہاں ہے

حضرت ابو ایوب انصاری کے نقوش زندگی کی ایک جھلک

ختم نبوت پشناخت مجاہد

سالانہ رد قادیانیت و عیسائیت کورس چناب نگر اختتامی تقریب سندات

اخلاف سلف

بانی، مجاہد ختم نبوت، حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

صاحبزادہ طارق محمود

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

رانا محمد طفیل جاوید

قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر 9 جلد نمبر 38

قیمت فی شمارہ ——— ۱۰

سالانہ ——— ۱۰۰

بیرون ملک

۱۰۰۰ روپے پاکستانی

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمن
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ
- حضرت مولانا عبد الرحمن میانوی
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی جمیل خان	مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر	چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد قاسم رحمانی

مولانا عبدالحق بانی

رابطہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!		
افغان صورتحال عالم اسلام اور حکومت پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ!		3
فضائل ومناقب		
حضرت ابوایوب انصاریؓ کے نقوش زندگی کی ایک جھلک	محمد شاہد تھانوی	5
رمضان المبارک کے فضائل	ادارہ	10
مقالات		
کیا مسلمان نبی کی توہین برداشت کرسکتا ہے	مولانا محمد خالد	18
حاصل مطالعہ	مولانا اللہ وسایا	23
مرزاغلام احمد قادیانی کا برپا کیا ہوا انقلاب کہاں ہے	پروفیسر منور احمد ملک	25
اخلاق سلف	علامہ شعرانیؒ	29
ختم نبوت	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	33
شناخت مجدد	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	42
مکتوبات اکابر	ادارہ	53
جماعتی سرگرمیاں سالانہ رد قادیانیت کورس کی رپورٹ	ادارہ	57
قافلہ آخرت	ادارہ	62
تبصرہ کتب	ادارہ	64

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

افغان صورت حال

عالم اسلام اور حکومت پاکستان کیلئے لمحہ فکریہ

گزشتہ پانچ ہفتوں کے دوران ہزاروں ٹن گولہ اور بارود افغانستان پر برسانے اور طالبان کے عزم وہمت کے سامنے دنیا کی واحد سپرپاور امریکہ اور صدر بش کے بے بس ہو جانے کے بعد بالآخر زمینی لڑائی کے لئے شمالی اتحاد کو امریکی بمباری کی چھتری میں آگے بڑھانے کے منصوبے پر عمل کیا گیا جس کے نتیجے میں خبر آئی ہے کہ شمالی اتحاد کی فوج کئی شہروں میں داخل ہو گئی ہے لیکن طالبان کے اعلان کے مطابق انہوں نے خود اپنی حکمت عملی کے تحت مزار شریف سے اپنی فوج واپس بلالی ہے اور یہ ایک ”ٹیکٹی کل“ (تزویراتی) اقدام ہے جس کے ساتھ ہی وہ شہر کے باہر دوبارہ گروپ بندی کر رہے ہیں۔ اس سے قبل مزار شریف کا شہر شمالی اتحاد اور طالبان کے درمیان قبضے کے اعتبار سے ہمیشہ متنازعہ رہا ہے۔ شمالی اتحاد اس پر قبضہ کبھی برقرار نہ رکھ سکا اور اب اس کی فوج شہر میں داخل ہو گئی ہے تو یہ اس کا اپنا فوجی کارنامہ نہیں بلکہ طالبان کے خلاف اس کارروائی کا حصہ ہے جو امریکہ زمین پر اپنے فوجیوں کو طالبان کے مقابلے میں لانے کی بجائے ”کرائے کے ٹٹوؤں“ سے انجام دے رہا ہے اور ایک ہی ملک کے شہری مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑا رہا ہے۔

بلاشبہ سوویت یونین کی پسپائی اور افغانستان کے 90 فیصد سے زائد رقبے پر طالبان کے قبضے کے بعد شمالی اتحاد نے شدید مزاحمت کا سلسلہ جاری رکھا اور امریکہ ‘بھارت ‘ایران اور روس نے اس آویزش میں شمالی اتحاد کی مدد کی۔ لیکن توقع یہ کی جاتی تھی کہ ماضی میں پختون‘ ازبک‘ ہزارہ اور تاجک میں سوویت یونین کے خلاف متحد ہو گئے تھے تو امریکی حملے پر بھی ان سب کے اتحاد کی صورت نکل آئے گی۔ لیکن یہ امید بر نہیں آئی اور امریکہ نے پینٹاگان اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے بعد اصلی مجرم تلاش کرنے کی بجائے آتش انتقام کو سرد کرنے کے لئے دنیا کے ایک کمزور ‘مفلس ونادار اسلامی ملک کے خلاف بلا تحقیق بقیہ ثبوت اپنا ”کروسیڈ“ شروع کر دیا۔ سات ہفتوں کی ناکامیوں کے بعد اپنی نام نہاد کامیابیوں کے لئے پہلے طالبان میں انتشار اور بغاوت پیدا کرنے کی کوشش کی اور پھر

شمالی اتحاد کو اپنا آلہ کار بنالیا۔ مزار شریف پر قبضہ امریکہ کو ازبکستان سے فوجیں اور امدادی سامان بھیجنے میں پل کا کام دے گا۔

امریکہ افغانستان کے معصوم عوام پر بلاوجہ اور بلا جرم ہزاروں پونڈ وزنی بم گرا کر اس خطے کو خاک ڈھیر بنا رہا ہے۔ تو طالبان کا صبر و تحمل کب تک قائم رہے گا۔ امریکہ بظاہر دہشت گردی مٹانے کے لئے خود بیسویں صدی کی طرح اکیسویں صدی کی بھی پہلی سب سے بڑی دہشت گردی کر رہا ہے۔ اور دنیا کی واحد طاقت کا صدر جس نے کبھی جنگ کا سامنا نہیں کیا اپنا حوصلہ ہار سکتا ہے تو وہ جنگجو افغان اپنی برداشت کس طرح قائم رکھیں گے جو پیدا ہوتے ہیں تو کندھے پر بندوق رکھ لیتے ہیں اور اپنے دشمن کو پہچاننے میں غلطی نہیں کرتے۔

حالات ظاہر کرتے ہیں کہ امریکہ نے اب جو طرز ستم ایجاد کی ہے اور جس دور استبداد کا آغاز کیا ہے وہ لمبے عرصے تک جاری رہے گا اور اس کا نشانہ مسلم ممالک بنائے جاتے رہیں گے۔ اپنے اگلے نشانے کے طور اس نے کن ممالک کو نامزد کر رکھا ہے۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔

بقیہ: فضائل رمضان المبارک

مرا تو اس کا صدقہ فطر واجب ہے۔

7............ عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے لیکن اگر پہلے ادا نہیں کیا تو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہے اور جب تک ادا نہیں کرے گا تو اس کے ذمہ واجب الادا ہوگا۔

8............ صدقہ فطر ہر شخص کی طرف سے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے اور اتنی قیمت کی کوئی اور چیز بھی دے سکتا ہے۔

9............ ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک سے زیادہ فقیروں اور محتاجوں کو دینا بھی جائز ہے اور کئی آدمیوں کا صدقہ ایک فقیر محتاج کو بھی دینا درست ہے۔

10............ جو لوگ صاحب نصاب نہیں ان کو صدقہ فطر دینا درست ہے۔

11............ اپنے حقیقی بھائی' بہن' چچا' پھوپھی کو صدقہ فطر دینا جائز ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ اسی طرح ماں باپ اولاد کو اور اولاد ماں باپ اور دادا دادی کو صدقہ نہیں دے سکتی۔

12............ صدقہ فطر کا کسی محتاج فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے۔ اس لئے صدقہ فطر کی رقم مسجد میں لگانا یا کسی اور اچھائی کے کام میں لگانا درست نہیں۔

☆......☆......☆

تحریر: شاہد تھانوی

میزبان رسول ﷺ

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے نقوش زندگی کی ایک جھلک

سرورِ کائنات فخرِ موجودات آقائے دو جہاں تاجدار ختم نبوت حضور اکرم ﷺ کے ساتھیوں اور آپ کو دیکھنے والوں کے لئے ایک اعزاز ہی اتنا عظیم ہے کہ پوری دنیا بھی قربان کر دی جائے تو اس اعزاز کی برابری نہیں ہو سکتی اور وہ ہے شرف صحابیت۔ علمائے اہل سنت اور تمام مسلمانوں کا متفقہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی برگزیدہ جماعت کے بعد اگر کوئی جماعت یا گروہ افضل و برتر ہے تو وہ صرف اور صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت ہے۔ انہی نفوس قدسیہ کا فرد اور آسمان رشد و ہدایت کا درخشندہ ستارہ انصاری خاندان کا معزز رئیس خالد بن زیدؓ ہے۔ اس عظیم ہستی کو دنیا ابو ایوب انصاریؓ کے نام سے زیادہ جانتی ہے۔ یہی وہ قابل رشک شخصیت ہے جسے تاجدار ختم نبوت محسن انسانیت کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا اور میزبان رسول کا لقب عطا ہوا۔ جب حضور اقدس ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ کو اپنا جائے ہجرت متعین فرمایا تو مدینہ کے مسلمان جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور شمع نبوت کے پروانے تھے ان کے لئے تو عید کا سماں ہو گیا۔ سب تاجدار حرم کی تشریف آوری کے منتظر تھے اور دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے تھے جس میں خواتین، مرد، لڑکیاں، بچے سب ہی سراپا شوق زیارت کے لئے بے قرار تھے۔ ہر عاشق اور غلام کی دلی تمنا تھی کہ رحمت دو عالم میرے غریب خانہ پر نزول اجلال فرمائیں تاکہ میرے جھونپڑے کو وہ اعزاز حاصل ہو جائے جس پر زمین و آسمان رشک کرنے لگیں اور رحمت کے فرشتے حاضری دینے لگیں لیکن یہ اعزاز تو رب کائنات نے ابو ایوب انصاریؓ کے لئے مقدر فرمایا تھا تو کسی اور کو کیوں ملتا۔

مدینہ کا ذرہ ذرہ اپنی قسمت پر نازاں اور خوشی سے چمک رہا تھا کہ رسالت مآب ﷺ کے قدم مبارک چومنے کا اعزاز حاصل ہو رہا تھا۔ بچے خوشی میں سرشار اپنے معصوم جذبات کا اظہار: ”حبا رسول اللہ فینا۔“ سے کر رہے تھے۔ پردہ دار خواتین مکانات کی چھتوں سے اس دریتیم کے چہرہ انور کی زیارت کے لئے بے قرار تھیں جس کے چہرہ کے نور کے سامنے رات کا چاند شرماتا تھا۔

ہر قبیلہ ہر فرد یہ درخواست کرتا ہے کہ ہمارا گھر' ہماری جان' ہمارا مال سب آپ کی نذر ہے۔

آنحضرت ﷺ ان سب کے خلوص کو سراہتے اور دعاؤں سے سرفراز فرماتے۔ محبت و عشق میں یہ ترانہ سب کی زبان پر جاری تھا:

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
مادعیٰ للہ داع
ایھاالمبعوث فینا
جئت بالامرالمطاع

صاحب لولاک کی سواری آگے بڑھ رہی ہے۔ اہل مدینہ کا اشتیاق بڑھ رہا ہے اور ہر آدمی اس عظیم ہستی و معزز ہستی کا منتظر ہے جس کے گھر اللہ کا آخری نبی اپنے قدم مبارک رنجہ فرمائے گا۔ جب محسن انسانیت نے اپنے غلاموں اور عاشقوں کی بے چینی اور اشتیاق کو دیکھا تو فرمایا:

”میری اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ جہاں حکم ہوگا وہاں ٹھہرے گی۔ اس ارشاد مقدس سے صحابہ کرامؓ میں اطمینان ہوگیا۔“

بالآخر اللہ رب العزت کی طرف سے مامور وہ یہ عظیم اونٹنی جس پر آپ ﷺ سوار ہیں خالد بن زید المعروف حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان کے سامنے جا کر رک گئی۔ حضرت ابوایوبؓ کے مارے خوشی کے زمین پر قدم نہیں نکلتے تھے۔ اس طرح میزبانی کی یہ نعمت ابوایوبؓ کے مقدر کے ستارہ کو چمکا گئی کہ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ رشک کررہے تھے۔

سیدنا ابوایوب انصاریؓ انصاریوں میں: ”سابقون الاولون۔“ میں سے ہیں۔ آپ سیدنا حضرت مصعب بن عمیرؓ کی کوشش و تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ جب حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان کو دربار نبوت کا اعزاز حاصل ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے زیریں منزل میں قیام پسند فرمایا تاکہ آنے والے حضرات سے میزبان کو تکلیف نہ ہو۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے درخواست کی کہ سوئے ادب ہے غلام اوپر ہو اور آقا نیچے لیکن تاجدار حرم کی رائے زیریں منزل کی رہی۔ اس غلام نے بھی آقا کے حکم پر سر تسلیم خم

کر دیا۔ اس کے باوجود حضور ﷺ کا یہ غلام اور ان کی اہلیہ مضطرب رہتے کہ کائنات کی معزز ترین ہستی نیچے کی منزل میں قیام پذیر ہے اور ہم اوپر۔ آخر کار یہ قلبی اذیت ایک دن رنگ لائی۔ تمام رات دونوں نے ایک کونہ میں بیٹھ کر گزار دی اور تمام شب بیدار رہے۔ صبح آکر دربار نبوت میں ماجرا بیان کیا۔ سید البشر ﷺ کو اپنے غلاموں کی تکلیف برداشت نہ ہوئی اور بالائی منزل میں قیام فرمالیا۔ اس طرح یہ ادنی غلام آقا کے قدموں تلے قیام پذیر ہو گیا۔ جب حضور ﷺ نے مواخاۃ فرمائی تو ان کا بھائی اسلام کے معلم اول سیدنا مصعب بن عمیرؓ کو بنایا باوجود حضور ﷺ کے ہجرت فرمانے کے کفار و منافقین کے دلوں کو سکون نہ ملا۔ ہر وقت حضور اکرم ﷺ کی ایذا رسانی کی فکر میں رہتے۔ کاشانہ نبوت پر پہرہ دینے کا اعزاز بھی اسی اللہ کے شیر کو حاصل ہوا جس پر دربار نبوت سے یہ دعا ملی:

"اے ابو ایوب خدا تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے تم نے اس کے نبی کی نگہبانی کی۔"

لسان نبوت کے ان مبارک کلمات کا یہ اثر ہوا کہ زندگی بھر حضرت ابو ایوب انصاریؓ مصائب و آلام سے محفوظ رہے۔ میدان بدر ہو یا احد' غزوہ خندق ہو یا حنین یہ مرد مجاہد کبھی پیچھے نہیں رہا۔ بیعت رضوان میں بھی رب کی رضامندی کا پروانہ لینے والوں میں یہ عاشق رسول شریک تھا۔ غرضیکہ کوئی موقعہ ایسا نہیں ہوا جس میں یہ جنت کا باسی حضور ﷺ کے ہمرکاب نہ رہا ہو۔ جب آقائے دو جہان ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے تو صحابہ کرامؓ کی دنیا لٹ گئی۔ روئے زمین چلتے پھرتے قرآن سے محروم ہو گئی۔ محبوب خلائق اپنے عشاق کو سوگوار چھوڑ گئے۔ یہ بندہ خاکی بھی بہت دل برداشتہ ہوا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کے دست اقدس پر بیعت کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اس لئے عہد صدیقی میں ان کی خدمات کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔

خلیفہ ثانی سیدنا فاروق اعظمؓ کا عہد زریں آیا اور لاکھوں مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو پھر اس غازی کا جذبہ جہاد بھڑک اٹھا اور عہد فاروقی میں مجاہدانہ اور سپاہیانہ طریقہ سے بھرپور حصہ لیا۔ مورخین نے عہد فاروقی کی جنگی خدمات میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا خوب ذکر کیا ہے۔ سیدنا عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں اس مرد جانباز کا قیام مدینہ منورہ میں ہی رہا۔ جب سبائیوں اور منافقوں نے حضرت عثمانؓ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو اس وقت یہی مرد درویش مسجد نبوی کی امامت عظمیٰ کا مستحق قرار پائے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کو تو ابو ایوب انصاریؓ سے عشق کے درجہ میں محبت تھی۔ وہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے بے حد اعزاز و اکرام فرماتے تھے۔ اس لئے کہ میزبان رسول ﷺ ہونے کا اعزاز انہیں حاصل تھا۔

جب سیدنا علی المرتضیٰؓ کا عہد خلافت آیا تو آپ نے اس مرد مجاہد کا سالانہ وظیفہ بڑھا کر بیس ہزار درہم کر دیا اور غلام بڑھا کر چالیس کر دیئے اور اپنے عہد خلافت میں گورنر کا عہدہ بھی مرحمت فرمایا۔ جب خلافت حضرت علیؓ میں خوارج کے خلاف مشہور جنگ جنگ نہروان کے نام سے لڑی گئی تو یہی میزبان رسول سپہ سالار تھے۔ اس جنگ میں اپنی شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ تاریخ میں زرین حروف سے لکھے گئے۔ جب حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد سیدنا حسنؓ نے خلافت اسلامیہ کی باگ ڈور سیدنا امیر معاویہؓ کے سپرد فرمادی تو پھر حضرت ابو ایوب انصاریؓ جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس اسلامی لشکر میں جو فتح قسطنطنیہ کے لئے یزید کی سرکردگی میں جارہا تھا شریک ہوگئے اور ایک عام مجاہد کی طرح مدینہ سے شام تک کا سفر کیا۔ حالانکہ اس وقت آپ کی عمر اسی برس کی تھی اور تمام غزوات کی شرکت کی سعادت سے دامن بھرا ہوا تھا۔ رحمت دو عالم ﷺ کی میزبانی کی نعمت عظمیٰ بھی حاصل تھی لیکن دینی حمیت کا جذبہ تھا کہ قیام مدینہ منورہ پر جہاد کو ترجیح دی۔ اسی مہم کے دوران آپ شدید بیمار ہوگئے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت آگیا۔ امیر لشکر یزید بن معاویہؓ حاضر خدمت ہوئے۔ پوچھا کوئی وصیت ہو تو فرمایئے۔ جواباً ارشاد فرمایا! اگر میں مر جاؤں تو مسلمانوں کو میرا سلام کہہ دینا اور میرا جنازہ جہاں تک ہوسکے دشمنوں کی سرزمین میں لے جا کر دفن کرنا۔

امیر لشکر نے وصیت پورا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ بالآخر یہ انصاری عاشق رسول مجاہد و غازی اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ امیر لشکر یزید بن معاویہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پورے فوجی اعزاز کے ساتھ دیوار قسطنطنیہ کے نیچے دفن کئے گئے۔ امیر لشکر یزید بن معاویہؓ کو قیصر روم کا گستاخانہ پیغام ملا کہ ہم قبر کھود کر ہڈیاں باہر پھینک دیں گے۔ یہ سننا تھا کہ یزید کا خون کھول اٹھا اور ببانگ دہل اعلان کیا کہ اگر صحابی رسول کی توہین کی گئی تو یاد رکھنا کہیں ناقوس نہیں بج سکے گا۔ امیر لشکر یزید بن معاویہؓ کی اس ڈانٹ کا یہ اثر ہوا کہ کسی بدبخت کی مجال نہ ہوئی جو میزبان رسول کی قبر کے ساتھ توہین آمیز سلوک کر سکے۔ مورخین کا کہنا ہے کہ قیصر روم نے تو باقاعدہ مزار اور قبہ تعمیر کروالیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس میزبان رسول کی قبر کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ جو وہاں آکر حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے واسطے سے دعا کرتا ہے دربار خداوندی سے اسے قبولیت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ تاریخ میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی ازواج کی تعداد دو ملتی ہے۔ نمبر ایک ام حسن بنت زید بن ثابتؓ۔ نمبر دو ام ایوبؓ۔ یہ مشہور صحابیہ ہیں۔ کئی احادیث ان سے مروی ہیں۔ یہی وہ مبارک ہستی ہیں جنہیں اپنے شوہر کے ساتھ میزبانی رسول کا

اعزاز حاصل ہوا۔ یہی کھانا تیار کرتی تھیں۔ تاریخ میں ان کے تین صاحبزادے ملتے ہیں۔ ایوب' خالد' محمد۔ ایک بیٹی عمرہ کا نام ملتا ہے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ فضائل ومحاسن عطا فرمائے تھے۔ جن کے شمار کے لئے مستقل کتاب درکار ہے۔

حضور اقدس ﷺ کے تمام صحابہ کرامؓ اور تمام اہل بیت آپ سے بہت محبت کرتے اور انتہائی عزت واحترام سے آتے تھے۔ ایک واقعہ نمونہ کے طور پر پیش خدمت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب بصرہ کے گورنر تھے تو حضرت ابوایوب انصاریؓ ان سے ملنے کے لئے تشریف گئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے پرتپاک طریقہ پر استقبال کیا اور خوشی ومسرت کے عالم میں اپنا ذاتی مکان مع جملہ سامان یہ کہہ کر ہدیہ کردیا کہ جس طرح آپ نے نبی اکرم ﷺ کی میزبانی کے لئے اپنا گھر خالی کردیا تھا اسی طرح آج میری دلی خواہش ہے کہ آپ کی میزبانی اسی انداز میں کروں۔ اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی محبت اور قدرومنزلت کا اندازہ ہوتا ہے جو انہیں حضرت ابوایوب انصاریؓ سے تھی۔

حق گوئی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ گورنر مصر نے نماز مغرب میں کسی وجہ سے تاخیر کردی تو حضرت ابوایوب انصاریؓ سے یہ برداشت نہ ہوسکا۔ سب کے سامنے گورنر مصر کو ڈانٹا جس پر گورنر نے معذرت کی اسی قسم کا واقعہ حاکم مدینہ کا معلوم ہوا۔ فوراً دربار میں پہنچ کر اس کی تنبیہ کی اور کہا اگر رسول اللہ ﷺ کی اتباع نہیں کروگے تو ہم مخالفت میں پیش پیش ہوں گے۔ عشق رسول کا یہ عالم تھا کہ کوئی کام خلاف سنت دیکھتے تو برداشت نہ ہوتا۔ برملا اس کا اظہار فرماتے۔ ایک مرتبہ کسی کے گھر ولیمہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں مکان کے دروازے پر جو پردے تھے ان پر تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ جب تک وہ پردے نہ اتروالئے مکان کے اندر داخل نہ ہوئے۔ شرم وحیا میں جامع قرآن کے بعد دوسرا درجہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا تھا۔ آپ کی علمی مرتبہ کے بڑے بڑے صحابہ معترف تھے جو آپ کی تبحر علمی سے مستفید ہوتے۔

خلفائے راشدین اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرامؓ بھی آپ کی فہم وفراست اور دینی بصیرت کے معترف تھے اور بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ غرضیکہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی سیرت کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جسے پڑھ کر انسان ان کی عظمت وجلالت کا معترف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی۔

☆......☆......☆

ادارہ

رمضان المبارک کے فضائل

”وعن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایماناً واحتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ۔ بخاری ومسلم“

ترجمہ :............”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان (کی راتوں میں) ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے قیام کیا (تراویح اور نفل میں مشغول رہا) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب سمجھتے ہوئے قیام کیا (تراویح، نوافل، تلاوت، ذکر الٰہی اور دعا میں مشغول رہا) اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

تشریح :............اس مبارک حدیث میں رمضان شریف کے روزے رکھنے پر پچھلے گناہوں کی معافی کا وعدہ فرمایا ہے اور رمضان کی راتوں میں قیام یعنی تراویح و نوافل پڑھنے کی بھی فضیلت بتائی ہے۔ ساتھ ہی شب قدر میں قیام کرنے کی بھی فضیلت بتائی ہے۔

رمضان آخرت کی کمائی کا مہینہ ہے

رمضان المبارک کا مہینہ بہت ہی زیادہ خیر و برکت کا مہینہ ہے اور یہ مہینہ آخرت کی کمائی کا بہت بڑا سیزن ہے۔ دنیا کمانے کے جیسے مختلف مواقع آتے رہتے ہیں مثلاً سردی میں گرم کپڑے والوں کی خوب کمائی ہوتی ہے اور عید پر درزی خوب پیسہ کما لیتے ہیں اور جیسے بارش میں ٹیکسی والوں کی خوب چاندی بن جاتی ہے اسی طرح آخرت کی کمائی کے لئے بھی مواقع آتے رہتے ہیں۔ رمضان المبارک نیکیوں کا مہینہ ہے اس میں اجر و ثواب خوب بڑھ جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے جس کے راوی سلمان فارسیؓ ہیں کہ ماہ رمضان میں نفل کا ثواب فرض ادا کرنے کے برابر

اور ایک فرض کا ثواب ستر فرض ادا کرنے کے برابر ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! انسان کے ہر عمل کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے کیونکہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور اپنے کھانے کو میرے لئے چھوڑتا ہے (پھر فرمایا کہ) روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور دوسری اس وقت ہوگی جب خدا تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے عمدہ ہے اور روزے ڈھال ہیں (جو گناہوں سے اور دوزخ سے بچاتے ہیں) اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو گندی باتیں نہ کرے اور شور نہ مچائے۔ پس اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرنے لگے یا لڑنے لگے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (لڑنا جھگڑنا گالی کا جواب دینا میرا کام نہیں) (بخاری و مسلم)

اور فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور (سرکش) شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں اور (ایک روایت میں ہے کہ) رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم ابی ہریرہؓ)

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک کا نام ریان ہے۔ اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فخر دو عالم آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزے اور قرآن بندہ کے لئے سفارش کریں گے۔ روزے کہیں گے کہ اے رب! میں نے اس کو دن میں کھانے سے اور (دیگر) خواہشات سے روک دیا۔ لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمالیجئے۔ قرآن عرض کرے گا کہ رات کو میں نے اسے سونے نہ دیا۔ لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمالیجئے۔ چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔ (بیہقی عن الشعب)

رمضان المبارک میں ثواب بھی بڑھا دیا جاتا ہے اور شیاطین بھی جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ہر رات کو (اللہ کا) منادی پکار کر کہتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے آگے بڑھ اور برائی تلاش کرنے والے رک جا۔ (مشکوٰۃ)

لا محالہ ایسی صورت میں مومن بندے نیکیوں میں لگ جاتے ہیں اسی لئے دیکھا جاتا ہے کہ بڑے بڑے گناہ گار جو گناہوں پر ضد اور اصرار کرتے ہیں ماہ رمضان میں توبہ کر لیتے ہیں۔ بے نمازی رمضان میں نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ حرام خور حرام کو اور شراب خور شراب کو چھوڑ دیتے ہیں اور نماز کی پابندی لاکھوں آدمی کرنے لگتے ہیں۔ شاید

کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ جب شیاطین بند ہو جاتے ہیں تو بہت سے لوگ گناہوں میں مبتلا کیوں رہتے ہیں؟۔بات اصل یہ ہے کہ انسان کا نفس گناہ کرانے میں شیطان سے کم نہیں ہے۔ جن لوگوں کو گناہوں کی خوب عادت ہو جاتی ہے انہیں گناہوں کا چسکا پڑ جاتا ہے۔ شیطان کے ترغیب دیئے بغیر بھی زندگی کی گاڑی گناہوں کی پٹڑی پر چلتی رہتی ہے اور یہ بات بہت خطرناک ہے۔ گناہ تو انسان سے ہو ہی جاتا ہے مگر گناہ کا عادی بنا اور اس پر اصرار کرنا بہت ہی زیادہ خطرناک ہے۔ جہاں گناہ کرانے کے لئے شیطان کے بھکانے کی بھی ضرورت نہ پڑے وہاں نفس کی خرابی کا کیا حال ہوگا؟۔

رمضان المبارک کا کوئی منٹ ضائع نہ جانے دیں۔ نیک کاموں میں لگیں۔ تلاوت قرآن زیادہ سے زیادہ کریں۔ ذکر اور دعا اور توبہ استغفار میں مشغول رہیں: " لاالہ الااللہ" کی کثرت کریں۔ جنت کا سوال کریں۔ دوزخ سے پناہ مانگیں۔ پس پورے مہینے کو غنیمت جانیں۔

تراویح

رمضان کی راتوں میں نماز تراویح کا خاص اہتمام کریں اور رمضان میں روزانہ رات کو بیس رکعت تراویح مردوں اور عورتوں کے لئے سنت موکدہ ہے۔ عورتیں گھروں میں پڑھیں اور مرد مسجدوں میں جاکر باجماعت نماز تراویح ادا کریں۔ ماشاء اللہ بہت سی عورتیں روزے تو خوب رکھتی ہیں اور شب قدر میں خوب جاگتی ہیں مگر تراویح میں سستی کرتی ہیں۔ یہ سخت غلطی ہے۔ تراویح ترک کر کے گناہ گار نہ بنو۔ اگر بچوں کے رونے جھنکنے کی وجہ سے عشاء کے بعد پوری نہ پڑھ سکو تو جو رکعات رہ جائیں وہ سحری میں پڑھ لو۔ سب ہی شروع وقت میں رہ جائیں تو سب ہی کو سحری میں پڑھ لو۔ ناغہ نہ کرو۔

روزہ داروں کے چند ضروری مسائل

رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان عاقل وبالغ پر فرض ہیں۔

مسئلہ نمبر1......بچوں اور بچیوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ روزے کو نماز پر قیاس کرتے ہوئے بچوں کو بھی سات سال کی عمر مکمل ہونے کے بعد نماز کی طرح روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا اور دس سال کے بعد باقاعدہ سختی کی جائے تاکہ بالغ ہونے کے بعد روزے رکھنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔ (ابوداؤد)

مسئلہ نمبر2......رمضان شریف کے ہر روزہ کی نیت الگ الگ کرنا ضروری ہے۔ اگر نیت نہیں کی گئی تو سحری کرنا نیت کے قائم مقام ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ ماہ رمضان میں روزہ کی نیت نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے

کر سکتے ہیں۔

مسئلہ نمبر3......روزہ کی حالت میں اگر دانت سے خون نکل کر تھوک کے ساتھ حلق میں چلا گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ خون زیادہ ہے یا تھوک۔ اگر خون زیادہ ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا قضا ضروری ہوگی اور اگر تھوک زیادہ ہے اور خون کم تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

مسئلہ نمبر4......پائیریا ایک مستقل مرض ہے اور پائیریا کی پیپ منہ ہی میں پیدا ہوتی ہے۔ اس سے احتراز ممکن نہیں۔ پیپ کی مقدار کم اور تھوک سے مغلوب ہوتی ہے۔ اس پائیریا کی پیپ مفسد صوم نہیں ہوگی۔

مسئلہ نمبر5......اگر روزہ کی حالت میں دانت نکلوایا اور خون پیٹ میں چلا گیا تو روزہ فاسد اور قضا لازم ہوگی۔

مسئلہ نمبر6......آنکھ میں دوائی اور سرمہ ڈالنے اور جسم کے اوپر تیل لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ آنکھ، جسم، دماغ اور معدہ کے درمیان کوئی راستہ نہیں جبکہ روزہ فاسد ہونے کے لئے کسی چیز کا جوف معدہ تک پہنچنا ضروری ہے۔

البتہ اگر منہ، کان، ناک، مقعد، فرج، شکم اور کھوپڑی کے اندرونی زخم کی راہ سے کوئی چیز جوف معدہ اور دماغ تک پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ نیز جسم پر تیل لگانے سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

مسئلہ نمبر7......عود اور اگربتی کا دھواں اگر روزہ دار نے قصداً منہ میں داخل کیا اور وہ اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ قضا لازم ہوگی اور اگر بلا قصد خود بخود داخل ہو گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا جیسا کہ راستہ میں چلتے وقت گاڑی وغیرہ کا دھواں منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

مسئلہ نمبر8......حقہ اور سگریٹ پینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر نسوار حلق میں چلا گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر نسوار حلق کے اندر نہیں گیا تو روزہ مکروہ ہوگا۔

مسئلہ نمبر9......اگر عورت کو روزہ کی حالت میں حیض آجائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ قضا لازم ہوگی۔ وہ بقیہ دن کھا پی سکتی ہے۔ روزہ دار کی طرح رہنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر10......اگر عورت رمضان کے دن میں حیض و نفاس سے پاک ہو گئی تو بقیہ دن روزہ دار کی مانند رہے۔ اس کے لئے کھانے پینے کی اجازت نہیں ہے اور بعد میں اس روزے کی بھی قضا کرے۔

مسئلہ نمبر11......کلی کرتے وقت اگر پانی حلق میں چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ قضا لازم ہوگی۔

مسئلہ نمبر 12...... رمضان المبارک کے بعد شوال میں جو چھ روزے رکھے جاتے ہیں وہ پے در پے بھی رکھ سکتے ہیں اور متفرق بھی۔ البتہ متفرق کر کے رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر 13...... چار عذر ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

1.......... ایسا مرض جس کی وجہ سے روزہ کی سکت نہ ہو یا روزہ سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑا جا سکتا ہے۔ مرض کے ختم ہونے کے بعد قضا لازم ہوگی۔

2.......... حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت جن کو روزے سے اپنی جان یا بچہ کو ایذاء و تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہے۔ عذر ختم ہونے کے بعد قضا لازم ہوگی۔

3.......... شرعی مسافر جن کا سفر 70 کلومیٹر ہو روزہ چھوڑ سکتا ہے۔ مقیم ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔

4.......... ایسا سن رسیدہ (بوڑھا یا بڑھیا) جو روزہ نہ رکھ سکتے ہوں معذور ہوں۔ وہ ہر روزہ کے عوض ایک ایک فدیہ ادا کرے گا۔ اگر فدیہ ادا کر دینے کے بعد اللہ تعالیٰ روزہ رکھنے کی طاقت عطا فرمائے تو فوت شدہ روزوں کی قضا لازم ہوگی۔

شب قدر کی فضیلت

رمضان المبارک کا پورا مہینہ آخرت کی دولت کمانے کا ہے۔ پھر اس ماہ میں اخیر عشرہ اور بھی زیادہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگنے کا ہے۔ اس عشرہ میں شب قدر ہوتی ہے جو بڑی بابرکت رات ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ” لیلة القدر خیر من الف شهر ۰ “یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہزار مہینے کے 83 سال اور چار مہینے ہوتے ہیں پھر شب قدر کو ہزار مہینے کے برابر نہیں بتایا بلکہ ہزار مہینے سے بہتر بتایا ہے۔ ہزار مہینے سے شب قدر کس قدر بہتر ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ مومن بندوں کے لئے شب قدر بہت ہی خیر و برکت کی چیز ہے۔ ایک رات جاگ کر عبادت کر لیں اور ہزار مہینوں سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب پالیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے۔ اسی لئے تو حدیث شریف میں فرمایا:

” من حرمها فقد حرم الخیر کله ولا یحرم خیر ها الا کل محروم ۰ ابن ماجه “یعنی جو شخص شب قدر سے محروم ہو گیا (گویا) پوری بھلائی سے محروم ہو گیا۔

اور شب قدر کی خیر سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو۔ مطلب یہ ہے کہ چند گھنٹے کی رات ہوتی ہے اور اس میں عبادت کر لینے سے ہزار مہینے سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ چند گھنٹے بیدار رہ کر نفس کو سمجھا سمجھا کر عبادت کر لینا کوئی ایسی قابل ذکر تکلیف نہیں جو برداشت سے باہر ہو۔ تکلیف ذرا سی اور ثواب بہت بڑا

جیسے کوئی ایک نیا پیسہ تجارت میں لگادے اور بیس کروڑ روپیہ پالے جس شخص کو ایسے بڑے نفع کا موقع ملا پھر اس نے توجہ نہ کی اس کے بارے میں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وہ پورا اور پکا محروم ہے۔

پہلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں۔ اس امت کی عمر زیادہ سے زیادہ 70 یا 80 سال ہے۔ اللہ پاک نے یہ احسان فرمایا کہ ان کو شب قدر عطا فرمادی اور ایک شب قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کر دیا۔ محنت کم ہوئی وقت بھی کم لگا اور ثواب میں بڑی بڑی عمروں والی امتوں سے بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وانعام ہے کہ اس امت کو سب سے زیادہ نوازا۔ یہ کیسی نالائقی ہے کہ اللہ کی بہت زیادہ نوازش اور داد و دہش ہو اور ہم غفلت میں پڑے سویا کریں۔ رمضان کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہونے دو۔ خصوصاً آخری عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرو اور اس میں بھی شب قدر میں جاگنے کی بہت زیادہ فکر کرو۔ بچوں کو بھی ترغیب دو۔

شب قدر کی دعا

حضرت عائشہؓ نے جب پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ شب قدر میں کیا دعا کروں تو آپ ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمادی:

” اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عني ۔ “اے اللہ! اس میں شک نہیں کہ آپ معاف کرنے والے ہیں۔ معاف کرنے والے کو پسند فرماتے ہیں۔ لہذا مجھے معاف فرما دیجئے۔

دیکھئے کیسی دعا ارشاد فرمائی۔ نہ زر مانگنے کو بتایا نہ زمین' نہ دھن نہ دولت' کیا مانگا جائے؟ معافی! بات اصل یہ ہے کہ آخرت کا معاملہ سب سے زیادہ کٹھن ہے۔ وہاں اللہ کا کام معاف فرمانے سے چلے گا۔ اگر معافی نہ ہوئی اور خدانخواستہ عذاب میں گرفتار ہوئے تو دنیا کی ہر نعمت اور لذت اور دولت سے وثروت سے بیکار ہوگی۔ اصل شے معافی اور مغفرت ہی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

”من قام ليلة القدر ايماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه ۔ “جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا رہا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور اسی حکم میں یہ بھی ہے کہ تلاوت اور ذکر میں مشغول ہو اور ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریا وغیرہ کسی طرح کی خراب نیت سے کھڑا نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی نیت سے مشغول عبادت رہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ: ”احتساباً۔ “کا مطلب یہ ہے کہ ثواب کا یقین کر کے بشاشت قلب سے کھڑا ہو۔ بوجھ سمجھ کر بددلی کے ساتھ عبادت میں نہ لگے کہ ثواب کا یقین اور اعتقاد جس قدر زیادہ ہوگا اتنا ہی عبادت میں مشقت کا برداشت کرنا سہل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو

نفلیں پڑھے، تسبیحوں میں مشغول رہے، جہاں تک ممکن ہو راتوں کو جاگے اور عبادت کرے۔ خاص کر جن راتوں میں شب قدر کی امید ہو ان راتوں میں شب بیداری کا اہتمام کرے۔

مسئلہ :............یہ جو مشہور ہے کہ جو اعتکاف میں ہو وہ کسی سے نہ بولے۔ یہ غلط ہے بلکہ اعتکاف میں بولنا، اچھی باتیں کرنا، کسی کو نیک بات بتادینا اور برائی سے روک دینا، بال بچوں اور نوکروں و نوکرانیوں کو گھر کا کام کاج بتادینا یہ سب درست ہے اور عورت کے لئے اس میں آسانی بھی ہے کہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھی رہے اور وہیں سے بیٹھے بیٹھے گھر کا کام کاج بھی بتاتی رہے۔

مسئلہ :............اعتکاف میں میاں بیوی کے خاص تعلقات والے کام جائز نہیں ہیں۔ نہ رات میں نہ دن میں۔

مسئلہ :............اگر اعتکاف میں عورت کو ماہواری شروع ہو جائے تو اس کا اعتکاف وہیں ختم ہو گیا۔ رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں اگر ایسا ہو جائے تو کسی عالم سے مسائل معلوم کر کے قضا کر لیں۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اعتکاف معتکف کو گناہوں سے روکتا ہے اور اس کے لئے (ان) سب نیکیوں کا ثواب (بھی) جاری رہتا ہے (جنہیں) اعتکاف کے باعث انجام دینے سے قاصر رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

صدقہ فطر

1............صدقہ فطر ہر مسلمان پر جبکہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو واجب ہے۔

2............جس شخص کے پاس اپنے استعمال اور ضروریات سے زائد اتنی چیز ہو کہ اگر اس کی قیمت لگائی جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی مقدار ہو جائے تو یہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا اور اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہو گا۔

3............ہر شخص جو صاحب نصاب ہو اس کو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے اور اگر نابالغ کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ادا کیا جائے۔

4............جن لوگوں نے سفر یا بیماری کی وجہ سے یا ویسے ہی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے روزے نہیں رکھے صدقہ فطر ان پر بھی واجب ہے جبکہ وہ کھاتے پیتے صاحب نصاب ہوں۔

5............جو بچہ عید کی رات صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ فطر لازم ہے اور اگر صبح صادق کے بعد پیدا ہو تو لازم نہیں۔

6............جو شخص عید کی رات صبح صادق سے پہلے مر گیا اس کا صدقہ فطر نہیں اور اگر صادق کے بعد

بقیہ : صفحہ 4 پر

نفلیں پڑھے، تسبیحوں میں مشغول رہے، جہاں تک ممکن ہو راتوں کو جاگے اور عبادت کرے۔ خاص کر جن راتوں میں شب قدر کی امید ہو ان راتوں میں شب بیداری کا اہتمام کرے۔

مسئلہ :............یہ جو مشہور ہے کہ جو اعتکاف میں ہو وہ کسی سے نہ بولے۔ یہ غلط ہے بلکہ اعتکاف میں بولنا، اچھی باتیں کرنا، کسی کو نیک بات بتادینا اور برائی سے روک دینا، بال بچوں اور نوکروں و نوکرانیوں کو گھر کا کام کاج بتادینا یہ سب درست ہے اور عورت کے لئے اس میں آسانی بھی ہے کہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھی رہے اور وہیں سے بیٹھے بیٹھے گھر کا کام کاج بھی بتاتی رہے۔

مسئلہ :............اعتکاف میں میاں بیوی کے خاص تعلقات والے کام جائز نہیں ہیں۔ نہ رات میں نہ دن میں۔

مسئلہ :............اگر اعتکاف میں عورت کو ماہواری شروع ہو جائے تو اس کا اعتکاف وہیں ختم ہو گیا۔ رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں اگر ایسا ہو جائے تو کسی عالم سے مسائل معلوم کر کے قضا کر لیں۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اعتکاف معتکف کو گناہوں سے روکتا ہے اور اس کے لئے (ان) سب نیکیوں کا ثواب (بھی) جاری رہتا ہے (جنہیں) اعتکاف کے باعث انجام دینے سے قاصر رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

صدقہ فطر

1............صدقہ فطر ہر مسلمان پر جبکہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو واجب ہے۔

2............جس شخص کے پاس اپنے استعمال اور ضروریات سے زائد اتنی چیز ہو کہ اگر اس کی قیمت لگائی جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی مقدار ہو جائے تو یہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا اور اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہو گا۔

3............ہر شخص جو صاحب نصاب ہو اس کو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے اور اگر نابالغ کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ادا کیا جائے۔

4............جن لوگوں نے سفر یا بیماری کی وجہ سے یا ویسے ہی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے روزے نہیں رکھے صدقہ فطر ان پر بھی واجب ہے جبکہ وہ کھاتے پیتے صاحب نصاب ہوں۔

5............جو بچہ عید کی رات صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ فطر لازم ہے اور اگر صبح صادق کے بعد پیدا ہو تو لازم نہیں۔

6............جو شخص عید کی رات صبح صادق سے پہلے مر گیا اس کا صدقہ فطر نہیں اور اگر صادق کے بعد

بقیہ : صفحہ 4 پر

مولانا محمد خالد صاحب گیاوی

کیا مسلمان نبی کی توہین برداشت کرسکتا ہے؟

کوئی مسلمان کبھی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ نبی آخر الزماں فداہ ابی وامی کی عزت وناموس پر حملہ ہو۔ چنانچہ جب بھی کوئی عزت وناموس رسول اللہ ﷺ پر حملہ آور ہوا تو مسلمان میدان کارزار میں سینہ سپر ہو کر اتر آئے۔ حضور اکرم ﷺ کے مقدس زمانہ میں اسود عنسی نے ناموس رسول پر حملہ کیا تو آنحضور ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام شاہین کی طرح جھپٹے اور اسے کیفر کردار تک پہنچایا۔ مسیلمہ کذاب نے ناموس رسالت پر قدغن لگائی تو ابو بکر صدیقؓ نے خالد بن ولید سیف اللہ کے ذریعہ اس کی سرکوبی کی اور اسے جہنم رسید کیا۔

الغرض ان چودہ صدیوں میں جب کبھی کسی شاتم رسول نے سر اٹھایا تو غیرت مند مسلمانوں نے سنت رسول اللہ اور سنت صدیق کو زندہ کیا اور ان کذابوں کا بھرپور تعاقب کیا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں انگریزوں نے ہندوستان میں اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے اور علماء اسلام اور مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے پنجاب کی سرزمین میں ایک جھوٹا نبی تیار کیا جس نے نبوت کا دعویٰ کر کے صرف اسلام اور بانی اسلام محمد عربی ﷺ ہی کی نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین کی اور ان تمام کی عزت وناموس پر حملہ کیا۔ اس نے تمام انبیاء کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں تمام انبیاء سے افضل ہوں۔ جیسا کہ اس کا یہ شعر ہے:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آں جام را مرابہ تمام

ترجمہ:...... انبیاء اگرچہ بہت ہوئے ہیں مگر میں عرفان میں کسی سے کم نہیں ہوں (بلکہ زائد ہوں ناقل) جو جام کہ ہر نبی کو دیا گیا ہے وہ مجھے پورا کا پورا دے دیا گیا۔

اس دجال قادیان نے سابقہ مدعیان نبوت وشاتمان رسول کی طرح دفعۃً نبوت کا دعویٰ نہیں کیا کیوں کہ

اسے اپنے سابقہ دوستوں کا انجام معلوم تھا۔ اس لئے اس نے تدریجی طور پر اپنے مشن کو آگے بڑھایا۔ اس کذاب نے سب سے پہلے 1882ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد 1891ء میں مثیل مسیح و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور بالآخر 1901ء میں مستقل نبی بن بیٹھا اور اسی پر بس نہیں اس سے بھی آگے بڑھا اور تمام انبیاء سے افضلیت کا دعویٰ کر کے مذہب اسلام کو ڈائنامیٹ کرنے کا مکمل پروگرام بنایا۔

انگریز کے اس خود کاشتہ پودے نے کہیں اپنے کو حضور ﷺ سے افضل قرار دے کر خاتم المرسلین ﷺ کی توہین کی اور ناموس رسول پر حملہ کیا جیسا کہ اس کا یہ شعر ہے:

له خسف القمر المنير وان لى

غسا القمران المشرقان اتنكروا

اور خود اس کا ترجمہ بھی کرتا ہے۔ اس کے لئے (حضور ﷺ کے لئے) صرف چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند سورج دونوں کا۔ کیا اب بھی تو انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی در روحانی خزائن ج۱۶ ص ۱۸۳)

اس شعر کے اندر مرزا غلام احمد قادیانی نے واضح کر دیا ہے کہ میں حضور ﷺ کا ظل اور امتی نبی نہیں بلکہ حضور ﷺ سے بھی افضل ہوں۔ حضور ﷺ کے لئے تو صرف شق القمر کا واقعہ پیش آیا تھا اور میرے لئے شمس و قمر' چاند' سورج دونوں کا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی بات اگرچہ ایک جانب سراسر جھوٹ ہے تو دوسری جانب نبی اکرم ﷺ کی زبردست توہین بھی ہے۔

ایسے ہی اس کذاب نے اپنے کو عین محمد کہہ کر جہاں نبی ﷺ کی ذات گرامی کی توہین کی ہے وہیں پورے اہل بیت اور آل رسول ﷺ کی عزت و ناموس پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ بہاریوں کے اس عالمی چمپئن نے کہا کہ میں عین محمد ہوں اور اس محمد ﷺ میں جو آج سے چودہ سو برس پہلے مکہ میں آئے تھے ذرا بھی فرق نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے: "من فرق بيني وبين المصطفىٰ فما عرفني وما رایٰ۔ روحانی خزائن ج۱۶ ص۲۵۹" یعنی جو شخص مجھ اور محمد مصطفیٰ میں برائے نام بھی فرق کرے گا یعنی جو مجھے عین محمد نہیں مانے گا اس نے مجھے جانا اور نہ پہچانا۔

ایسے ہی مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک درباری شاعر کا شعر جس کو مرزا غلام احمد قادیانی بہت پسند کیا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

یعنی حضور اکرم ﷺ اپنی پہلی زندگی میں کم شان والے تھے اور اب جب مرزا غلام احمد قادیانی کا روپ دھار کر قادیان میں آئے تو زیادہ شان والے ہوگئے (نعوذباللہ من ذالک) اگر مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کے اس قول کو تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کرلیا جائے اور مرزا قادیانی کو عین محمد مان لیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ :

۱............ مرزا غلام مرتضیٰ کے نطفہ سے کون پیدا ہوا...... ؟

۲............ جنت بی بی کس کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی...... ؟

۳............ گل علی شاہ شیعہ کی شاگردی کس نے کی...... ؟

۴............ سیالکوٹ کی کچہری میں گورنمنٹ برطانیہ کا نوکر کون تھا...... ؟

۵............ محترمہ حرمت بی بی کو طلاق کس نے دی...... ؟

۶............ مرزا فضل احمد اور سلطان احمد کو عاق کس نے کیا...... ؟

۷............ محمدی بیگم کا اسیر زلف کون ہوا...... ؟

۸............ محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی کس نے کی...... ؟

۹............ اس پیش گوئی کو صدق وکذب کا معیار کس نے ٹھہرایا...... ؟

۱۰............ بالآخر اس پیش گوئی میں ناکام کون ہوا...... ؟

۱۱............ شریف احمد، بشیر احمد اور مرزا محمود کا باپ کون تھا...... ؟

اور دوسری طرف اگر مرزا غلام احمد قادیانی محمد رسول اللہ ﷺ ایک ہی ذات کے دو نام ہیں تو دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ :

۱............ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا داماد کون تھا...... ؟

۲............ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کا شوہر کون تھا...... ؟

۳............ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کس کے داماد تھے...... ؟

۴............ حضرت فاطمہؓ، حضرت زینب، حضرت ام کلثومؓ، حضرت رقیہؓ کس کی صاحبزادیاں تھیں...... ؟

۵............ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کن کے نواسے تھے...... ؟

۶............ شب معراج میں نبیوں کا امام کون تھا...... ؟

کیا پہلے سوالوں کے جواب میں محمد عربی ﷺ اور دوسرے سوالوں کے جواب میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لیا جاسکتا ہے...... ؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی عین محمد کا عقیدہ پیش کر کے حضور ﷺ کی

اور اہل بیت کی توہین نہیں کی؟۔

اسی طریقہ سے اس مفتری علی اللہ نے حضور ﷺ کے دور اور زمانے کو پہلی رات کا چاند اور اپنے دور اور زمانے کو چودھویں رات کا چاند بتلا کر شان نبوت میں گستاخی کی ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ:

”اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ بدر (چودھویں کے چاند کی طرح کامل ومکمل) ہو جائے۔“ (خطبہ الہامیہ در روحانی خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۵)

ایسے ہی اس انگریزی نبی نے اپنے شیطانی الہام کو قرآن کے برابر بتلا کر بلکہ اس کے ذریعہ قرآنی آیت کو منسوخ قرار دے کر قرآن اور ملت اسلامیہ کی غیرت کو چیلنج کیا ہے۔ آپ بھی اس کے شیطانی الہام کو دیکھیں کہ کہاں قرآن پاک اور کہاں مرزا غلام احمد قادیانی کی الٹی سیدھی بکواس کہاں عرق گلاب اور کہاں ناپاک پیشاب۔ لہذا آپ بغور قادیانی قرآن کے نمونے ملاحظہ فرمائیں لیکن ملاحظہ سے قبل نعوذباللہ ضرور پڑھ لیں گے۔ چنانچہ ہماریوں کے اس عالمی چمپئن کو 3 ستمبر 1898ء کو یہ الہام ہوا:

(۱)............”غثم غثم غثم۔“ (تذکرہ ص ۳۱۹)

(۲)............”ایلی اوس۔“ (تذکرہ ص ۹۱)

اس کے معنی مرزا غلام احمد قادیانی کو سرعت ورود کے باعث معلوم نہ ہو سکے۔

(۳)............”پریشن عمر براطوس یا پلاطوس۔“ (تذکرہ ص ۱۱۵)

اس کے بھی معنی معلوم نہ ہو سکے۔ یہ ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے قرآن کے نمونے۔

اسی طرح اس انگریزی جاسوس نے حضور اکرم ﷺ پر خنزیر کی چربی ملی ہوئی پنیر کھانے کا الزام لگا کر ملت اسلامیہ کے ناموس کو چیلنج کیا ہے۔ اس کذاب نے لکھا ہے کہ:

”آپ ﷺ اور آپ کے اصحابؓ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ یہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“ (مکتوب مرزا قادیانی الفضل قادیان 24 فروری 1924ء)

مسلمان غور کریں کہ اس کذاب نے سرکار دوعالم ﷺ کی شان میں کہاں تک گستاخی کی۔ اس نے صحابہ کرام اور حضور اکرم ﷺ کو حرام کھانے والا بتلا کر اسلامی غیرت کو کس بے باکی سے چیلنج کیا۔ ایسی باتوں کو تو بیان کرتے ہوئے زبان و قلم کانپ جاتے ہیں۔ لیکن نقل کفر کفر نہ باشد کے تحت نقل کر دیا گیا ہے۔ اس کذاب کے اس جیسے سینکڑوں ایسے اقوال ہیں جس میں اس بدبخت نے اہل بیت کے بھی عزت وناموس کے کپڑے اتار لئے ہیں اور ان پر بھی توہین کا خنجر چلایا ہے۔

قارئین کرام! آپ خود سوچ کر بتائیں کہ کیا حضور اکرم ﷺ سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی کی آمد سے قبل تک کسی مسلمان کا یہ عقیدہ تھا؟۔ ہرگز نہیں۔ یہ عقیدہ کیا بلکہ اگر کوئی شاتم رسول ایسا جملہ نکالنے کا ارادہ بھی کرتا تو سر فروشان اسلام کی تلواریں نیام سے باہر نکل آتی تھیں اور اس بدبخت کو کیفر کردار تک پہنچادیا جاتا تھا۔ یہ بات مسلم ہے کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اگر نبی کی توہین کرتا ہے خواہ توہین قول کے اعتبار سے ہو یا عمل کے اعتبار سے تو وہ مسلمان باقی نہیں رہ سکتا۔ بلکہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن آج یہ شاتمان رسول اسلام کے نام پر کفر کی تبلیغ کرتے پھر رہے ہیں اور مسلمانوں کے ان طبقے کے پاس پہنچ کر جو دینی تعلیم سے ناواقف ہیں رونا روتے ہیں کہ علماء ہمیں کافر کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ ہم نماز پڑھتے ہیں' روزہ رکھتے ہیں' کلمہ پڑھتے ہیں اور سرکار دوعالم ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں سے درخواست ہے کہ ان کے اس دجل و فریب میں نہ پھنسیں۔ ان کی اس تلبیس سے ہوشیار رہیں۔ یہ لوگ دھوکہ باز ہیں۔ مسلمان نہیں کافر ہیں۔ مجنون نہیں نقال ہیں۔ یہ لوگ زمزم کا لیبل لگا کر شراب کا کاروبار کر رہے ہیں۔ یعنی اسلام کا لیبل لگا کر تھوک ریٹ میں کفر سپلائی کرتے ہیں اور اپنے کفر پر پردہ پوشی کرتے ہیں۔

اس لئے شروع سے مسلمانوں کا ان سے یہی مطالبہ رہا ہے کہ کفر کو اسلام کے نام پر نہ پھیلائیں۔ اسی طرح اپنے مذہب کا نام اسلام نہ رکھیں بلکہ اپنے مذہب کا نام غلامی رکھ لیں یا مرزائی یا جو چاہے رکھ لیں۔ ایسے ہی اپنی عبادت گاہوں کا نام مسجد نہ رکھیں کچھ اور رکھ لیں۔ اس لئے کہ جب اسلام کے علاوہ ان کا الگ ایک مذہب ہے تو اس کے شعائر کا نام بھی جدا ہونا چاہئے۔ ان کی عبادت گاہوں کا نام بھی الگ ہونا چاہئے۔ اگر یہ کام مرزائی کرلیں تو ہمارا ان سے جھگڑا ختم ہو جائے گا اور نہیں تو پھر مسلمان اس کو کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ اسلام کی توہین ہے جس طرح اگر کوئی مسلمان اسلام کی تبلیغ کرے اور کہے کہ اصل میں ہندو مذہب یہی ہے ہم ہندو مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں تو اس کو کبھی کوئی ہندو بھائی برداشت نہیں کر سکتا تو پھر ایک شخص اسلام سے ہٹ کر ایک نیا مذہب پیش کرے اور کہے اصل میں حقیقی اسلام یہی ہے تو کوئی مسلمان کیسے برداشت کرلے گا۔ یاد رکھئے! مسلمان سب کچھ قربان کر سکتا ہے لیکن ایمان کا سودا کبھی کسی قیمت پر نہیں کر سکتا۔

جو جاں مانگو تو جاں دے دیں جو مال مانگو تو مال دے دیں
مگر یہ ہم سے نہ ہوسکے گا نبی کا جاہ و جلال دے دیں

☆......☆......☆

تحریر: مولانا اللہ وسایا

حاصل مطالعہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور حج

معروف سیرت نگار اور سابق ریاست پٹیالہ کے سیشن جج کتاب رحمت اللعالمین کے مصنف حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے قادیانیوں کے خلاف دو کتابیں اور ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ تائید الاسلام' غایت المرام' مرزا غلام احمد قادیانی اور نبوت۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم نے اپنی کتاب تائید الاسلام مطبوعہ 1898ء میں تصنیف کی۔ اس کتاب میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کی تردید میں علامات مسیح علیہ السلام تحریر کر کے مرزا غلام احمد قادیانی سے ان کا تقابل کیا کہ مثلاً مسیح علیہ السلام نزول کے بعد حج کریں گے اور اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق آپ نے ایک پیش گوئی جو کہ یہ ہے:

> ”میں نہایت حزم کے ساتھ آپ با آواز بلند کہتا ہوں کہ حج بیت اللہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نصیب میں نہیں۔ میری اس پیش گوئی کو سب صاحب یاد رکھیں۔“ (تائید الاسلام ص ۱۱۶)

اس کتاب کا سن تصنیف 1898ء ہے۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے نو سال بعد (1908ء) تک مرزا غلام احمد قادیانی زندہ رہا لیکن ایک درویش منش عالم دین اور رحمت دو عالم ﷺ کے ایک امتی کی پیشگوئی کس طرح سچی ثابت ہوئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حج کی سعادت نصیب نہ ہونا تھی۔ چنانچہ نصیب نہ ہوئی۔

سلام کرنے کا طریقہ

اسلامی اعمال کے مطابق جب کبھی کہیں مسلمان ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو السلام علیکم کہتے ہیں۔ صبح وشام' دن رات کے کسی حصہ میں کسی مسلمان کی دوسرے سے ملاقات ہو تو السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہنا سنت ہے وبرکاتہ ومغفرتہ کا اضافہ بھی احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن مسیحی حضرات کے ہاں صبح' دوپہر وشام کا سلام علیحدہ ہے۔ سیرۃ النبی ﷺ ابن کثیر میں ص ۲۹ پر ہے کہ مشرکین مکہ بھی صبح' دوپہر وشام کے ان کے علیحدہ علیحدہ سلام تھے جیسے

صبح کے لئے ان کا سلام "انعم صباحاً." تھا جس کا انگریزی میں ترجمہ گڈمارننگ ہے۔ معلوم ہوا کہ مسیحی حضرات آج بھی اسی مشرکین مکہ کی پیروی کررہے ہیں۔

قبل از اسلام دنیا کے حکمرانوں کے نام

یمن کے جس حکمران کے تابع شحر سے حضر موت تک کا علاقہ ہوتا تھا اسے تبع کہتے تھے جو شام اور اس کے جزائر کا حکمران ہوتا اسے قیصر کہتے تھے۔ ایران (فارس) کے بادشاہ کو کسریٰ کہتے تھے۔ مصر کے بادشاہ کو فرعون اور حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی۔ ہندوستان کے بادشاہ کا لقب بطلیموس تھا۔ یمن کے شاہان حمیر میں ملکہ بلقیس کا بھی شمار ہے۔ (ایضاً)

سباء کیا ہے؟

مسند احمد میں آنحضرت ﷺ سے حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ کسی نے آنحضرت ﷺ سے سباء کے بارہ میں پوچھا کہ کیا وہ مرد تھا یا عورت یا کسی علاقہ کا نام ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک آدمی تھا۔ اس کے دس بیٹے تھے۔ چھ یمن میں تھے مذحج' کندہ' ازد' اشعری' انمار' حمیر۔ چار شام میں مقیم تھے لخم' جذام' عاملہ اور غسان۔ الغرض سباء ان سب قبائل کا مورث اعلیٰ اور جد امجد تھا۔ (سیرۃ النبی ﷺ ص ۳۰' ۳۱)

قوم سباء

ان میں دولت کی ریل پیل تھی۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے تیرہ ہزار انبیاء معبوث فرمائے۔ 800 سو قبل از مسیح میں اس قوم نے ایک ڈیم تیار کیا جس میں ستر وادیوں کا پانی جمع ہوتا تھا۔ یہ دو پہاڑوں کے درمیان بنایا گیا۔ یہ تین مربع میل پر تھا۔ اس کے 20 درے تھے۔ اس کو قرآن مجید میں "سد مارب" کہا گیا ہے۔ اس ڈیم سے زراعت نے مثالی ترقی کی۔ ایک باغ میں عورت خالی ٹوکرہ سر پر رکھ کر ایک کونہ سے داخل ہو کر دوسرے کونہ سے نکلتی تو پکے ہوئے پھلوں کے از خود گرنے سے اس کا ٹوکرا بھر جاتا تھا۔ مچھر و مکھی' کھٹمل کا نام نہ تھا۔ اس لئے قرآن مجید کی سورہ سباء میں اس کو بلدۃ طیبہ کہا گیا ہے۔ یہ قوم آفتاب پرست بن گئی۔ ملکہ بلقیس کے زمانہ تک یہ آفتاب پرستی جاری تھی۔ اس ملکہ بلقیس کو ملکہ سباء کے نام سے قرآن مجید نے پکارا ہے۔ جب یہ حد اعتدال سے گزر گئے تو یہ ڈیم ٹوٹ کر ان کی تباہی کا باعث بن گیا۔

☆......☆......☆

پروفیسر منور احمد ملک

بسلسلہ میں ایک احمدی تھا

مرزا غلام احمد قادیانی کا برپا کیا ہوا انقلاب کہاں ہے؟

کیا مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی کے دعوے کے مطابق دنیا میں کوئی انقلابی کام کر سکے؟۔اس کا جواب بھی نفی میں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی 1908ء میں فوت ہوئے۔اس وقت تک برصغیر پاک و ہند میں چند شہروں اور چند گاؤں میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے موجود تھے۔اس کے بعد ان کی تعداد زوال پذیر ہونا شروع ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دور میں کم علمی اور جہالت زوروں پر تھی۔ مسلمان ویسے بھی کسی ایسے مذہبی رہنما کی ضرورت محسوس کر رہے تھے جو اسلام کے لئے کوئی انقلابی کام کر سکے۔ مرزا غلام احمد قادیانی متعدد دعوؤں کے ساتھ میدان میں آئے تو لوگوں نے فوراً ان کو قبول کرنا شروع کیا۔ کسی گاؤں سے ایک آدمی نے قبول کیا تو اس نے اپنے گاؤں میں بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ برصغیر کے مسلمان دوسرے ملکوں کے مسلمانوں سے زیادہ توہم پرست'کم علم' تھے۔ جہاں پر کسی بھی ''لوٹا پھیر نے والے'' پیر کو دیکھا فوراً مان لیا۔ پیر سپاہی کو آنکھوں پر بٹھا لیتے۔ وہاں انہوں نے (مرزا غلام احمد قادیانی) کو پذیرائی بخشی۔ جہلم میں برہان الدین قادیانی نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کی تو بعد میں جہلم شہر اور محمود آباد کے لوگوں کو قادیانی بنالیا۔ محمود آباد کی اکثریت ان کے پاس قرآن پڑھنے جایا کرتی تھی۔ لہذا استاد نے شاگردوں کو ساتھ ملالیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دور میں ان کا پیغام ان کے ملک تک رہا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی آمد کو حضرت محمد ﷺ کی بعثت (بروزی طور پر) قرار دیتے۔ اپنے آپ کو احادیث میں بیان کی گئی ان پیشگوئیوں کا مصداق قرار دیتے جن میں آنے والے وقت میں اسلام کمزور ہو جانے'جہالت کے پھیلنے اور مسلمانوں کی زبوں حالی کا تذکرہ کر کے ایک انقلاب کی خبر دی گئی ہے جو حضرت امام مہدی اور عیسیٰ ابن مریم کی آمد سے وجود میں آئے گا جس سے دیکھتے ہی دیکھتے منفی قوتیں تحلیل ہو جائیں گی اور اسلام پوری قوت کے ساتھ دنیا میں پھیل جائے گا اور یہ سب کچھ قیامت کے قریب ہوگا۔ گویا قیامت سے قبل اس مذکورہ انقلاب کی وجہ سے اسلام دنیا

پر غالب آجائے گا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے پر دنیا میں کوئی انقلابی تبدیلی (اسلام کی ترقی کے حوالے سے) نہیں آئی جسے مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ جوڑا جا سکتا ہو۔ دنیا کو تو چھوڑیں بر صغیر میں بھی کوئی انقلابی تحریک وجود میں نہیں آئی۔

بر صغیر میں ایک ہزار میں سے ایک فرد نے اگر ان کو قبول کیا تو یہ کیا انقلاب ہوا۔ اگر ایک ہزار میں سے آٹھ سو افراد قبول کرتے تو کچھ بات بنتی ہے۔ پوری دنیائے اسلام کے حوالے سے مرزا غلام احمد قادیانی کا آنا نہ آنا ایک برابر نظر آتا ہے۔ کیونکہ آج بھی پاکستان کے بہت سے ایسے علاقے موجود ہیں جن سے اگر قادیانیت کے بارے میں سوال کریں تو نہ انہوں نے قادیانیت کا پیغام سنا ہو گا اور نہ ہی انہیں آج تک کسی قادیانی سے واسطہ پڑا ہو گا۔ بہت سے ایسے اسلامی ممالک ہیں جہاں ایک قادیانی کا پیغام ایک سو سال گزرنے کے باوجود نہیں پہنچا۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی واقعی اس دور کے امام مہدی تھے تو ان کی زندگی میں ہی بر صغیر میں 33 فیصد سے زائد افراد قادیانیت کو قبول کرتے اور بعد میں باقی 66 فیصد بھی قبول کرتے۔ جبکہ اسلامی ممالک میں تو سب سے زیادہ پذیرائی ملنی چاہئے تھی کیونکہ عرب یا اسلامی ریاستوں میں مسلمان بر صغیر کے مسلمانوں کی نسبت زیادہ اسلام کو سمجھنے والے اور اسلامی تنظیم، تعلیم کے قریب تھے۔ وہ بہتر طور پر سمجھ سکتے تھے کہ آنے والے امام مہدی یا مسیح موعود کے بارے میں اسلامی لٹریچر کیا کہتا ہے؟۔

قرآنی آیات یا احادیث کی عربی عبارت کا ترجمہ یا مفہوم وہ بہتر سمجھ سکتے تھے۔ عربوں کی طرف سے انہیں قبول نہ کرنا ظاہر کرتا ہے کہ قرآنی آیات یا احادیث کے مفہوم کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ اسلام کا آغاز بڑی ہی کمزور حالت سے ہوا۔ حضرت محمد ﷺ کے دعویٰ نبوت کے تیرہ سال تک اسلام نے کوئی خاص ترقی نہ کی۔ اس دوران شعب ابی طالب کا تین سالہ دور بھی گزرا۔ خاموشی سے تبلیغ کرنے اور آہستہ آہستہ اپنے پیغام کو آگے پہنچانے کا سلسلہ تیرہ سال تک چلتا رہا۔ گویا 40 سال کی عمر میں دعویٰ کیا اور 53 سال کی عمر تک کوئی خاص کامیابی نہ ملی۔ اس کے بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانا پڑا۔ مگر اگلے دس سالوں میں اسلام نے اس تیزی سے ترقی کی کہ نہ صرف اپنے علاقوں مکہ، مدینہ میں اسلام پھیلا بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی اسلام پھیل گیا۔ حضور ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے وقت اسلام مکہ، مدینہ اور بہت سے شہروں میں مکمل غلبہ کے بعد بہت سے دوسرے ملکوں میں بھی بڑی قوت کے ساتھ پہنچ چکا تھا۔ اس کے بعد خلفائے راشدین کے 30 سالہ دور میں ملکوں کے ملک فتح ہوئے۔ اتنا بڑا زبردست پھیلاؤ اس دور میں ہوا جب نہ تو ذرائع

آمدورفت تھے نہ ٹیلی کمیونیکیشن کا کوئی نظام تھا۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ اس دور میں جو ترقی 50 سالوں میں ہوئی اتنی ترقی اس دور میں نئی سہولتوں کی وجہ سے پانچ سال سے بھی کم عرصے میں ہوتی۔

جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے کے بعد ان کے اپنے 19 سالہ دور میں صرف برصغیر میں ایک فیصد سے بھی کم لوگوں نے قبول کیا اور ان کے بعد ان کے جانشینوں (خلفاء) کے 90 سالہ دور میں بھی ایک فیصد آبادی نے ان کو قبول نہ کیا۔ دنیا میں جن ممالک میں پیغام پہنچا وہاں کسی بھی ملک میں 5 فیصد آبادی قادیانی نہیں ہو سکی۔ پاکستان میں ایک فیصد سے بھی کم' ہندوستان میں فیصد ہی نہیں لکھا جا سکتا۔ آج کل کے قادیانیوں کے "مقدس شہر" لندن میں جہاں 1924ء سے باقاعدہ مشن قائم ہے لندن کے مقامی لوگوں (گوروں) میں سے ایک ہزار میں سے ایک آدمی نے بھی قادیانیت قبول نہیں کی۔ شاید دس ہزار میں سے بھی ایک آدمی نے قبول نہیں کیا تو یہ امام مہدی کیسے نکلے جن کی وجہ سے کوئی انقلاب برپا نہ ہوا نہ اسلام نے ترقی کی' نہ منفی قوتیں ختم ہوئیں۔

اگر یہی کچھ امام مہدی نے کرنا تھا تو اس کے لئے خدا کے رسول حضرت محمد ﷺ کو بار بار امام مہدی کے ظہور' علامات' کامیابیوں' ذمہ داریوں کے بتانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مسلمان بزرگوں کو یا علماء اسلام کو امام مہدی کے انتظار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اگر یہ کام امام مہدی کے شایان شان تھے تو اس معیار کے کئی اور "امام مہدی" آچکے ہیں۔ مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے 30 سال بعد 1940ء میں مولانا مودودی صاحب نے جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی اور اس تیزی سے جماعت کو آگے بڑھایا کہ 1947ء میں تحریک پاکستان میں اس کا ایک رول بھی نظر آنے لگا۔ 1953ء میں یعنی اپنے آغاز کے صرف 13 سال بعد تحریک ختم نبوت میں بھی بہت ہی نمایاں کام کرنے والی جماعت بن کر سامنے آئی۔ اس کے بعد بڑی تیزی کے ساتھ پاکستان' ہندوستان' بنگلہ دیش (مشرقی پاکستان) کشمیر' (آزاد مقبوضہ کشمیر) میں بڑی مضبوط جماعتیں بن گئیں۔ اب ہر شہر میں ان کی تنظیم اور خاص افرادی قوت موجود ہے بلکہ 1970ء سے یہ سیاسی پلیٹ فارم پر ایک الگ جماعت کے طور پر الیکشن تک لڑنے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ گویا اتنی افرادی قوت حاصل کر چکی ہے کہ الیکشن کے لئے اپنے آپ کو "فٹ" سمجھتی ہے۔ مولانا مودودی صاحب نے ایسے نظریات پیش کئے جو عام مسلمانوں سے ہٹ کر تھے جس کی وجہ سے وہ ایک الگ جماعت کو سامنے لے کر آئے۔ جماعت قادیانیہ کے مقابل ان کی ترقی کئی سو گنا زیادہ ہے بلکہ ہزار گنا زیادہ ہے۔ اگر جماعت سازی ہی معیار مہدویت ہے تو اس

لحاظ سے مولانا مودودی صاحب مرزا غلام احمد قادیانی سے بہتر امام مہدی ثابت ہوتے ہیں۔

1989ء میں جماعت قادیانیہ نے اپنے قیام کا صد سالہ جشن منایا۔ اس کے چار سال بعد 1993ء میں مرزا طاہر احمد نے اعلان کیا کہ بعض ریکارڈ رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں سوا کروڑ ہو چکے ہیں۔ اس میں جو کمی رہ گئی ہے اس کے لئے عالم گیر بیعت کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

جماعت قادیانیہ سو سال میں صرف سوا کروڑ افراد کو قادیانی بنا سکی جبکہ 575 کروڑ آبادی ابھی تک ان کو ماننے سے انکاری ہے گویا پانچ سو میں سے صرف ایک نے قبول کیا یہ تو ایک فیصد بھی نہیں ہے۔ خیر اب عالم گیر بیعت کے ذریعہ "اعداد و شماری تبلیغ" کے نتیجہ میں کروڑوں افراد قادیانی ہو رہے ہیں۔ وہ وقت اب دور نہیں جب پاکستان کے ہر ضلع، ہر شہر میں ہر قادیانی ہر سال کروڑوں کے حساب سے بیعتیں کروائے گا۔ جب پاکستان میں موجود ہر قادیانی ہر سال کروڑوں کے حساب سے قادیانی بنائے گا تو پھر کیا بنے گا؟ معلوم نہیں۔ مگر یہ معلوم ہے کہ دنیا میں موجود پانچ ارب سے زائد غیر قادیانی اسی طرح موجود رہیں گے۔

یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ ایک سو سال میں 500 میں سے صرف ایک فرد نے "امام مہدی" کو قبول کیا جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی مہدویت کو بے بنیاد ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

بقیہ تبصرہ کتب

سے اکابرین امت کے رشحات قلم کو یکجا کرنا شروع کیا تھا۔ اس وقت تک اس کی چار جلدیں شائع ہو چکی ہیں (پانچویں جلد اشاعت کے لئے تیار ہے۔ چھٹی پر کام جاری ہے) احتساب قادیانیت جلد اول، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر" احتساب قادیانیت جلد دوم، شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی" احتساب قادیانیت جلد سوم، حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسری کے مجموعہ رسائل پر مشتمل ہیں۔ زیر تبصرہ اس چوتھی جلد میں رد قادیانیت پر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کے رسائل دعوت حفظ ایمان نمبر ا، دعوت حفظ ایمان نمبر ۲، بیان مقدمہ بہاولپور، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے رسائل الخطاب الملیح فی تحقیق المھدی، قائد قادیان، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے رسائل الشہاب لرجم الخاطف المرتاب، صدائے ایمان، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی کے رسائل نزول عیسیٰ علیہ السلام، ختم نبوت، سیدنا مہدی علیہ الرضوان، دجال اکبر، نور ایمان، الجواب الفصیح لمنکر حیات المسیح، مصباح العلیہ لمحو النبوۃ الظلیہ، الجواب الحفی فی آیت التوفی، انجاز الوفی فی آیت التوفی، آواز حق کو جمع کر دیا گیا ہے۔ مکمل چاروں جلدوں پر مشتمل سیٹ منگوانے پر خصوصی رعایت چار صد روپے منی آرڈر بھیج کر مکمل سیٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ علیحدہ فقط جلد چہارم منگوانے کے لئے 150 روپے کا منی آرڈر آنا ضروری ہے۔ کتاب انتہائی دیدہ زیب، خوبصورت طباعت و اشاعت کی تمام تر خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہے۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ

اخلاق سلف

عقلمندی

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ آپس میں محبت کرتے اور اطمینان ووقار سے رہتے اور کم گفتگو کرتے۔ یہ ان کی نہایت عقلمندی اور اپنے ہمعصروں کے پورے تجربہ کے باعث تھا۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کا مقولہ ہے کہ انسان کی بلندی بائیس سال تک ہوتی ہے اور عقل کی ترقی اٹھائیس سال تک۔ اس کے بعد تجربہ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کم عقل راہبر نہیں ہو سکتے کیونکہ جس چیز کو وہ بگاڑتا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جس کو سنوارتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ: ”کرم الرجل دینه ومروته عقله وحسن خلقه۔“ یعنی انسان کی عزت دین سے ہے اور اس کی مروت عقل اور حسن خلق سے ہے۔

قتادہؒ فرماتے ہیں کہ مرد تین قسم پر ہیں۔ اول پورا مرد' دوم آدھا مرد' سوم لاشے محض۔ پورا مرد وہ ہے جس کے پاس عقل اور تجربہ ہو اور اس سے فائدہ حاصل کرے اور آدھا مرد وہ ہے جو عقلمندوں سے مشورہ لے اور کام کرے اور لاشے محض وہ ہے جو نہ تو خود ہی عقلمند اور صائب الرائے ہو اور نہ ایسے لوگوں سے مشورہ لے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سب لوگوں سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو بولنے سے پہلے جو کچھ کہنا ہو سوچ لیا کرے۔ وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ جو دانشوری کا مدعی ہو اور آخرت کی تیاری نہ کرے وہ جھوٹا ہے۔ محمد بن زیادہؒ فرماتے ہیں کہ انسان کی عقل اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنے دوست سے نہ ڈرے۔ اے دوست! اس میں غور کر اور پاک اسلاف کی اتباع کر۔ آرام پائے گا۔ والحمدللہ رب العالمین۔

حکیمانہ کلام

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ اکثر خاموش رہتے اور نہایت دانائی سے مخاطب کی آسانی کے لئے گفتگو کرتے۔ آنحضرت ﷺ کے قول کے مطابق: ”اوتیت جوامع الکلم واختصر لی الکلام اختصارا۔“ یعنی میں جامع کلمات عطا کیا گیا ہوں اور میرے لئے کلام کو مختصر کر دیا گیا ہے۔ ابوالحسن ہرویؒ فرماتے

ہیں کہ دانائی چار باتوں سے ترقی کرتی ہے۔ گناہ پر نادم ہونا' موت کے لئے تیاری کرنا' کم خوراک کھانا اور دنیا سے بے رغبت لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ دانائی آسمان سے اترتی ہے لیکن جس دل میں یہ چار خصائل ہوں اس دل میں گھر نہیں کرتی۔ دنیا کی طرف میلان' کل کا غم کھانا' بھائی پر حسد کرنا اور لوگوں پر بڑائی کا پسند کرنا۔ جس میں یہ چار خصلتیں ہوں اس میں دانائی نہیں جاتی۔

منجملہ ان دانائی کی باتوں کے جو سلف سے منقول ہیں ایک حاتم اصمؒ کا یہ مقولہ ہے: " لاتنظر الیٰ من قال وانظر الیٰ ماقال ۔ "یعنی جو کہے اس کو نہ دیکھو بلکہ جو کچھ کہے اس کو دیکھو اور منجملہ ان کے امام ابو حنیفہؒ کا مقولہ ہے کہ جو اپنی قدر سے کم پر خوش ہو گیا اس کو مقصود سے زیادہ رتبہ دیا گیا۔ نیز فرمایا ہے کہ تم دانائی ضرور سیکھو کیونکہ دانائی مسکینوں کو بادشاہوں کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے اور منجملہ ان کے امام شافعیؒ کا مقولہ ہے کہ دنیا میں سب سے کم آرام میں رہنے والا حاسد اور کینہ ور ہے اور منجملہ ان کے یحییٰ بن معاذؒ کا یہ مقولہ ہے کہ محرمات سے باز رہنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ مصیبت کے وقت صبر کی حقیقت کھلتی ہے۔ دیرینہ فراق سے دوستوں کی دوستی معلوم ہوتی ہے۔ ادب سے علم ذہن نشین ہوتا ہے۔ ترک طمع سے دوستی مضبوط ہوتی ہے۔ نیک نیتی سے نیکوں کی صحبت دائمی ہوتی ہے۔ نیز ان کا قول ہے کہ جس کی قید قرآن مجید ہے اس کی رہائی موت ہے۔ جس کو عبادت نے ذبح کر دیا اس کو کامیابی زندہ کر دے گی۔ جس نے دنیاوی خواہش بند کر دی اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں ذکر الٰہی کی خواہش پیدا کرے گا۔

ان کا مقولہ ہے کہ جس نے نرمی کی وہ اپنے ہمعصروں پر سردار بنا اور جس کا غصہ بڑھا وہ ذلت میں غرق ہوا۔ فرماتے ہیں کہ مل کر رہنے میں اگر کچھ کدورت بھی ہو تو اس صفائی سے بہتر ہے جو جدائی اور علیحدگی سے حاصل ہو۔ جب قریبی دشمن ہو تو وہ غیر ہے اور اگر غیر دوست ہو تو وہ قریبی ہے۔

اے دوست! اس کو یاد رکھ اور اپنے باطن کو دنیا کی محبت اور خواہشات سے صاف کر اور اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کر۔ جب تیرا باطن صاف ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیری گفتگو میں حکمت دے گا اور تو اپنے زمانہ کا حکیم ہو گا اور دنیا کی محبت کی موجودگی میں یہ ناممکن ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

حسد سے پرہیز

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ کسی مسلمان سے حسد نہ کرتے اور ہر ایک مسلمان کو بطریق شرعی نصیحت کرتے۔ اسی لئے وہ لوگوں کے سردار ہوئے۔ اگر ان کو کسی کے ساتھ حسد و کینہ ہوتا تو کبھی

سردار نہ ہوتے اور نہ بادشاہ ان کے قدموں کو بوسہ دیتے۔ اے برادر! اگر تو بھی ایسا ہونا چاہے تو نہایت خلوص نیت سے ان کے قدم بقدم چل ورنہ بناوٹ کرنے والے شخص کی حالت پر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو اطلاع کر دیتا ہے اس لئے اس کو قبولیت حاصل نہیں ہوتی۔

میں نے حضرت علی خواصؒ سے سنا ہے کہ جو اپنے عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی محبت مومنوں کے دلوں میں پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن جس کی دیانت میں کچھ آمیزش ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے بعض برگزیدہ بندوں کو اس کے باطن کی اطلاع کر دیتا ہے۔ لہٰذا کسی کے دل میں اس کی محبت نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں آیا ہے: ”ان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔“ یعنی حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑیوں کو آگ کھا جاتی ہے اور جب آدمی کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں تو اس کی دین داری بھی جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ اس وقت گناہگار ہو گا یا اس کی حالت درمیانی ہو گی کہ اس کی نیکی ہو گی نہ بدی اور یہ مسلم ہے کہ ریاست اور فوقیت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو اخلاق اور اعمال حسنہ میں تمام سے بہتر ہو۔ احنف بن قیسؒ فرماتے ہیں کہ حاسد کو آرام نہیں اور بد خلق کے لئے سرداری نہیں۔

فرقد السنجیؒ فرماتے ہیں کہ حسد کے چھوڑنے کی دوا ترک دنیا ہے لیکن جو دنیا کی طرف راغب ہو اس کو حسد لازم ہے۔ خواہ وہ مانے یا نہ مانے۔ وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ حسد سے بچو کیونکہ آسمانوں میں سب سے پہلے اسی گناہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی ہے اور یہی پہلا گناہ ہے جس سے زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی ہے۔

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں عالموں کی شہادت عوام کی نسبت قبول کر سکتا ہوں لیکن ایک کی دوسرے پر شہادت قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ تمام کے تمام آپس میں حسد رکھتے ہیں۔ ابن سماکؒ فرماتے ہیں کہ حاسد کی علامت یہ ہے کہ وہ طمع کی وجہ سے تیرے قریب ہوتا ہے اور اپنی بد خلقی اسے تجھ سے دور کرتی ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ حسد کرنے والے رشتہ دار اور ہمسایہ ہیں کیونکہ وہ انعامات دیکھتے ہیں اور حسد کرتے ہیں۔ اسی لئے امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے ابو موسیٰؓ کے پاس لکھا کہ رشتہ داروں سے کہہ دو کہ کبھی کبھی مل لیا کریں اور پاس پاس نہ رہیں۔

شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ اگر تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن سے تیرا دشمن تجھ سے ڈرے تو تجھ میں نیکی کا نام ونشان نہیں ہے۔ چہ جائیکہ تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن کی وجہ سے تیرا دوست بھی ڈرتا ہے اور یقین جانو کہ جو شخص لوگوں کی برائیوں کی جستجو کرے اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیا جس سے لوگ محفوظ رہیں وہ لوگوں سے محفوظ رہے گا۔ جو لوگوں کی چغلی کرے وہ دین و دنیا میں محتاج ہو گا اور ابلیس کا خادم ہو گا۔

سوائے دوست! تو اپنے آپ کی تفتیش کر اور غور کر کہ تو مسلمان بھائی کے انعام پر جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کیا ہے حسد تو نہیں کرتا اور کیا تو امر الٰہی کے مطابق ان کو نصیحت کرتا ہے یا اس کے مخالف؟ اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ۔ والحمدللہ رب العالمین۔

قلت کلام!

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ سخت بھوک کو برداشت کرتے اور شکم سیر ہو کر نہ کھاتے تاکہ ان کی خاموشی زیادہ ہو اور ان کا کلام کم ہو۔ جیسا کہ علماء کاملین کی عادت تھی کہ جو سیر ہو کر کھاتا اس کی فضولیات بڑھ جاتیں۔ محمد راہبیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے پیٹ میں فضول کھانا بھرتا ہے اس کی زبان سے فضول باتیں نکلیں گی۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ کسی انسان کو تیر مارنا زبان سے اس کو طعن و تشنیع کرنے سے کم ہے کیونکہ زبان کے نشانے کبھی چوکا نہیں کرتے۔

جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! آپ مجھ پر کس چیز سے ڈرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے ڈرتا ہوں۔

ابراھیم تمیؒ فرماتے ہیں کہ جو غور کرے وہ تمام اہل مجلس سے اشرف اور زیادہ ہیبت اس شخص کو پائے گا جو اکثر خاموش رہے کیونکہ سکوت عالم کے لئے زینت ہے اور جاہل کے لئے پردہ ہے۔

وہب بن وردؒ فرماتے ہیں کہ عافیت دس حصہ ہے۔ نو فیصد صرف سکوت میں اور ایک حصہ لوگوں سے دور بھاگنے میں ہے۔

ربیع بن خیثمؒ نے موت سے پہلے بیس سال تک دنیاداروں کی سی گفتگو نہیں کی۔ حماد بن سلمہؒ جب کوئی لغویات کرتے تو اس کے بعد: ” سبحان اللّٰہ‘ والحمدللّٰہ‘ ولاالٰہ الا اللّٰہ‘ واللّٰہ اکبر۔ “پڑھتے اور فرماتے کہ سلف کسی مجلس میں محض دنیاوی باتوں کا کرنا برا جانتے۔ اس لئے ہر مجلس میں کوئی دین کی بات ضرور شامل فرمالیتے تھے۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ زبان سے سر کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ بشر حافیؒ نہایت کم گفتگو کرتے اور دوستوں کو فرماتے کہ غور کرو کہ اپنے اعمال نامے میں کیا لکھوا رہے ہو۔ وہ تمہارے پروردگار کے سامنے پیش ہوگا۔ یونس بن عبیدؒ فرماتے ہیں کہ ایک لغو کلمہ کو چھوڑنا نفس کے لئے ایک دن کے روزے سے مشکل ہے کیونکہ انسان بسا اوقات سخت گرمی میں روزہ رکھ لیتا ہے مگر لغو کلمہ سے اپنی زبان کو نہیں روکتا۔ اے دوست! تو اپنی تفتیش کر کہ تو نے اس بات پر کتنا عمل کیا ہے اور صبح شام بکثرت استغفار کر۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تمہید

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے تمام فرقوں کا متفقہ عقیدہ ہے جس کے متعلق تیرہ سو سال سے کبھی بھی اختلاف آراء نہیں ہوا۔ جھوٹے مدعیان نبوت ضرور پیدا ہوتے رہے لیکن امت مرحومہ نے متفق اللسان ہو کر ان کو خارج از دائرہ اسلام قرار دیا اور اس طرح گلزار اسلام کو پژمردہ ہونے سے محفوظ رکھا۔

مسلمانوں میں بہت سے فرقے پیدا ہوئے۔ مثلاً جبریہ' قدریہ' مرجیہ' معتزلہ' شیعہ' تفضیلیہ' مقلد' غیر مقلد' اہل قرآن' اہل حدیث وغیرہ اور ان میں زبردست مناظرے' مباحثے اور مجادلے بھی برپا ہوئے لیکن آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ سب نے خاتم النبیین کے معنی یہی کئے کہ:

”لانبی بعدہ ۰“ ﴿آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔﴾

فی الجملہ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور مسلمانوں نے ہر زمانہ اور ہر ملک میں توحید الٰہی کے بعد اس عقیدہ کے متعلق بہت کچھ غیرت ایمانی اور جوش مذہبی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ بات معمولی سا غور و فکر کرنے سے بھی معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر توحید الٰہی کا عقیدہ بمنزلہ بنیاد ہے تو ختم نبوت کا عقیدہ بمنزلہ عمارت ہے اور ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی انبیاء کا سلسلہ جاری رہتا تو پھر اسلام کا قصر رفیع کبھی کا منہدم ہو گیا ہوتا۔ اگر مسلمانوں نے ہمیشہ اس امر پر زور دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ مسلمانوں کو آئندہ انبیاء سے کوئی عداوت ہے۔ بلکہ وہ اس لئے اس عقیدہ پر مصر ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی کسی نبی کی ضرورت باقی ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کی وہ خصوصیت جو آپ ﷺ کو جمیع انبیاء سے ممتاز کرتی ہے باطل ہو جائے گی۔ جو شخص چاہے یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین نہیں ہیں لیکن پھر وہ دائرہ اسلام سے یکسر اور مطلق خارج ہو جائے گا۔ اسلام سے اسے کوئی علاقہ نہ ہوگا۔

اسی لئے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

"اسلام نسلی خیال کو کلیتہً ملیا میٹ کر کے اپنی بنیادیں صرف مذہبی خیال پر استوار کرتا ہے۔ ہر مسلمان اس مذہبی تحریک کو جو اسلام ہی کی آغوش میں پل کر جوان ہوئی ہو اور اس کے باوجود اپنی بنیاد کسی نئی نبوت پر رکھنے کی مدعی ہو اور تمام مسلمانوں کو جو اس تحریک کو اور اس کے مفروضہ الہامات کی صداقت کو قبول نہ کریں کافر قرار دے رہی ہو اسلام کی وحدت کے لئے ایک زبردست خطرہ سمجھنے پر مجبور ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ نوع انسانی کی ثقافت کی تاریخ میں غالباً سب سے پہلا اچھوتا عقیدہ ہے .... اسلام جو نوع انسانی کی مختلف اقوام کو ایک سلک میں منسلک کرنے کا مدعی ہے کسی ایسی تحریک کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ جو اس کی موجودہ وحدت کے لئے خطرہ کا موجب ہو۔" (ملخص حرف اقبال ص ۱۲۱)

اس اقتباس سے جو دنیائے اسلام کے سب سے بڑے فلسفی شاعر اور عصر حاضر کے ایک نامور مفکر کے خیالات و معتقدات کا آئینہ ہے۔ ناظرین کو بخوبی واضح ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان ختم نبوت کے عقیدہ پر اس قدر زور کیوں دیتا ہے؟۔ سبب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو جاری تسلیم کرنے سے وحدت اسلامی پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔

مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی فرمادی تھی کہ میرے بعد میری امت میں تیس نبی جھوٹے پیدا ہوں گے۔ لیکن وہ سب کے سب اپنے دعوئ میں کاذب ہوں گے۔ کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق آنحضرت ﷺ کے بعد مختلف ممالک اور مختلف زمانوں میں کئی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' سجاح بنت حارث' مختار ثقفی' میمون قداح' طلحہ بن خویلد' ابن مقنع' سلیمان قرمطی' بابک خرمی اور عیسیٰ بن مہرویہ مشہور دجال اور کذاب گزرے ہیں۔ ان افراد نے عرب اور ایران میں کافی تباہی و بربادی پھیلائی اور ہزارہا بندگان خدا کا خون بہایا۔

تقریباً ہزار سال تک اسلامی دنیا میں امن وامان رہا۔ لیکن موجودہ صدی کے آغاز میں پنجاب کی سیر حاصل سرزمین سے ایک مدعی نبوت کا ظہور ہوا جس نے کمال بیباکی سے حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے فرمان کو پس پشت ڈال دیا اور مسلمانوں میں از سر نو فتنہ و فساد کا دروازہ کھول دیا۔

اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت سی ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔ لیکن ان

منازل کی وجہ سے ان کے دعویٰ کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عالم دین ' زاہد ' مناظر ' مجدد ' مثیل مسیح ' مہدی ' امام الزمان ' لغوی نبی ' امتی نبی ' عکسی نبی ' مجازی نبی ' ظلی نبی اور بروزی نبی کے مناصب طے کرنے کے بعد انہوں نے غیر تشریعی مگر مستقل نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا اور جو شخص کسی زمانہ میں یہ کہا کرتا تھا کہ :

۱............ "خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد نبی کیسا؟" (انجام آتھم ص ۲۸ ' خزائن ج ۱۱ ص ۲۸)

۲............ "یہ کیونکر ہو سکتا ہے باوجودیکہ ہمارے نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہوں اور پھر کوئی دوسرا نبی آجائے۔" (ایام الصلح ص ۷۴ ' خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۹)

۳............

ہست او خیرالرسل خیر الانام

ہر نبوت را بروشد اختتام

(درثمین ص ۱۱۴ ' سراج منیر ص ۹۳ ' خزائن ج ۱۲ ص ۹۵)

اسی شخص نے آگے چل کر یہ دعویٰ کرنا شروع کر دیا۔

۱............

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے

من بعرفاں نہ کمترم زکسے

آنچہ داد است ہر نبی را جام

داد آں جام را مرا بتمام

(درثمین ص ۱۷۱ ' نزول المسیح ص ۹۹ ' خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۲............

آنچہ من بشنوم زوحی خدا

بخدا پاک دانمش زخطا

ہمچو قرآن منزہ اش دانم

ازخطاہا ہمیں است ایمانم

(درثمین ص ۱۷۲ ' المسیح ص ۹۹ ' خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۳........ ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت' انجیل اور قرآن کریم پر۔“(اربعین نمبر ۴ ص ۱۹' خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

۴........ ”سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“(دافع البلاء ص ۱۱' خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۵........ ”جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔“(حقیقت الوحی ص ۱۶۴' خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۸)

۶........ ”میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔“(خط بنام اخبار عام در مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷)

۷........ ”بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔“(تجلیات الٰہیہ ص ۲۵' خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۲)

اگرچہ ڈاکٹر عبدالحکیم خانؒ صاحب اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ اور محترمہ محمدی بیگمؒ صاحبہ کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو شکست فاش ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے۔

الف........ ”ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی ہی میں ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا........ مگر خدا نے اس کی پیشگوئی کے بالمقابل مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا........ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا۔“(چشمہ معرفت ص ۳۲۱' خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۶)

سب کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت سے انسانوں کی عبرت کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی میعاد مقررہ کے اندر ہی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا اور ڈاکٹر صاحب چودہ سال تک اس کے بعد زندہ رہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا تھا کہ:

ب........ ”اور اس لئے اب میں تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں در حقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق

کی زندگی ہی میں اس دنیا سے اٹھالے۔“(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۹)

خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو بفضل خدا ابھی تک (۱۹۳۶ء) زندہ ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی سال بھر کے بعد ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا۔(مولانا ثناء اللہ نے ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء سرگودھا میں انتقال فرمایا۔)

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ :

ج............”نفس پیش گوئی میں عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے:” لاتبدیل لکلمات اللہ ۔“یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔“(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

خدا کی شان کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی انتہائی کوششوں‘ ترغیبوں اور ترہیبوں کے باوجود ”منکوحہ آسمانی“ان کے نکاح میں نہ آئی اور جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۸ء میں انتقال کر گیا اور یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

اس لئے ایک طالب حق کے لئے ظل اور بروز حقیقت اور مجاز کی بحثوں میں الجھنے کی بجائے ان تین حقائق پر نظر ڈال لینی ہی کافی ہے۔ لیکن ان براہین کے باوجود آج ہمارے زمانہ میں بہت سے مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کر کے ختم نبوت جیسے اہم اصول سے دستبردار ہو رہے ہیں اور رسول مدنی ﷺ کی غلامی سے نکل کر رسول قادیانی کی امت میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔

اس لئے اس ہیچمدان نے مناسب سمجھا کہ عام فہم انداز میں ختم نبوت پر ایک مضمون سپرد قلم کیا جائے تاکہ مسلمان بھائی اس نئے فتنہ کا شکار ہو کر دولت ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ واضح ہو کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس قدر اہم ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی دعویٰ نبوت سے قبل اس سے انکار کرنے کو اسلام سے خارج ہونے کے مترادف قرار دیتا تھا۔

چنانچہ حمامۃ البشریٰ ص ۷۹ ‘خزائن ج ۷ ص ۲۹۷ پر لکھتا ہے :

”مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں۔“

اس اقتباس سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی کہ جو مسلمان نبوت کا دعویٰ کرے وہ اسلام سے

خارج ہو جاتا ہے۔

انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ص ۲۷ پر لکھتا ہے کہ :

”کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور کیا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت : ”ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ۔“ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔“

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے (خواہ وہ کسی قسم کی کیوں نہ ہو؟ تشریعی ہو یا غیر تشریعی، ظلی ہو یا بروزی) وہ قرآن پاک پر ایمان نہیں رکھ سکتا۔ الغرض دعویٰ نبوت سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی مسلک تھا کہ آنحضرت ﷺ پر ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

مضمون کی اہمیت واضح کر دینے کے بعد اب میں ختم نبوت پر چار عنوانات کے ماتحت اظہار خیال کرونگا۔

۱...... قرآن مجید ۲...... حدیث شریف

۳...... اجماع امت ۴...... عقل سلیم

وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلاَّ بِاللّٰہِ ۔

نبوت ورسالت کا مفہوم

ختم نبوت پر کلام کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ نبوت کا مفہوم سمجھ لیا جائے تاکہ پھر ختم نبوت کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

نبی کا لفظ عام ہے (بروزن فعیل) بمعنی اطلاع دینے والا یا اطلاع پہنچانے والا۔ لیکن شریعت اسلامیہ کی رو سے اس کے معنی محدود اور مخصوص ہیں جن کی توضیح آئندہ ہو گی۔

۱............ سردست صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ صرف اطلاع دینے کا نام نبوت نہیں۔ اگر نبوت کا معیار لغوی معنی قرار دیا جائے تو پھر اطلاع یابندگی اور اطلاع دہندگی کے لحاظ سے ہر شخص نبی ہے۔ کسی شخص کی تخصیص نہیں کی جا سکتی۔

۲............ اگر لغوی معنی میں یہ تخصیص کی جائے کہ اطلاع یابندگی من جانب اللہ ہو تو اس کو بھی معیار نبوت نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ اس صورت میں کم از کم ہر مسلمان نبی ہے کیونکہ ہر مسلمان قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہے۔ زید نے بکر سے کہا کہ قرآن مجید میں لکھا ہے :”اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ“۔ تو اس مفروضہ کی بنا پر زید

اور بکر دونوں نبی ہیں۔ زید اطلاع دہندہ ہے۔ بکر اطلاع یابندہ ہے۔

۳............اگر رویائے صادقہ کو نبوت کا معیار قرار دیا جائے تو پھر جس شخص کو سچی خواب آجائے وہ نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ چونکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ بعض کفار کو بھی سچی خوابیں آئیں تو اس معیار کی رو سے کفار بھی نبی ہو سکتے ہیں۔ لیکن کوئی مسلمان انہیں نبی تو درکنار راستباز انسان بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔

۴............بعض علماء کا خیال ہے کہ نبی وہ ہے جس کی پاکی اور طہارت کا اعلان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو جائے لیکن یہ معیار بھی صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کی پاکی کا اعلان کیا ہے لیکن وہ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے نبیہ نہ تھیں۔

۵............اگر صرف مکالمہ و مخاطبہ کو معیار نبوت قرار دیا جائے تو یہ شرف تو ابلیس اور فرعون کو بھی حاصل ہو چکا ہے لیکن دنیا جانتی ہے کہ محض مکالمہ و مخاطبہ کی بدولت یہ افراد نبی نہیں بن گئے۔

۶............اگر یہ کہا جائے کہ نبی وہ ہے جس پر خدا تعالیٰ الہام و وحی نازل فرمائے تو اس مفروضہ کی بناء پر شہد کی مکھی، حضرت ام موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں ان سب کو نبی تسلیم کرنا پڑے گا بلکہ ہر شخص نبی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا۔“

۷............اگر تبلیغ آیات اللہ کو معیار نبوت قرار دیا جائے تو بھی کام نہیں چلتا کیونکہ اس صورت میں: ”بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً۔“ کے مطابق ہر مبلغ نبی ہو جائے گا۔

آیئے اب دیکھیں کہ قرآن مجید نے نبوت کا معیار کس چیز کو قرار دیا ہے؟۔ قرآن مجید میں تفکر اور تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ:

نبی وہ شخص ہے جو نجات انسانی کے لئے خدا تعالیٰ کے تجویز کردہ نصب العین یا پروگرام سے براہ راست مطلع ہو کر اس کو نسل انسانی کے سامنے کتاب کی شکل میں پیش کرے اور خود اس پر عمل کر کے لوگوں کو دکھاوے۔ تاکہ ان میں بھی اس پر عامل ہونے کی ترغیب پیدا ہو۔ اس نصب العین کو عرف عام میں کتاب، شریعت یا ہدایت کہتے ہیں۔ ہر نبی اپنے ساتھ ہدایت لاتا ہے کیونکہ یہ بات عقلاً محال ہے کہ پیغامبر تو آئے مگر کوئی پیغام نہ لائے۔

اصلی چیز ہدایت ہے جس کے نازل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ قائم کیا اور اس کا عطا کرنا کمال مہربانی سے اپنے اوپر لازم کر لیا۔ (ظاہر ہے کہ کوئی طاقت خدا کو کسی کام کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی اور اختیار سے کرتا ہے اور یہی مسلمانوں کا مذہب ہے۔)

قانون ارتقاء کے ماتحت نصب العین کے اس حصہ میں جس کو شریعت کہتے ہیں اختلاف ہوتا رہا لیکن

اصل حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہوا جو نبی خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اس نے ایک ہی حقیقت کو پیش کیا: ”اُعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَلاَ تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا ۔“

آخر الامر جب قرآن مجید کے نزول کا زمانہ آیا تو مشیت ایزدی نے مناسب سمجھا کہ اب ہدایت اخروی اور نجات ابدی کا مکمل نظام انسان کو عطا کر دیا جائے۔ چنانچہ:

”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلاَمَ دِیْنًا ۔ مائدہ ۳“ ﴿آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور میں مذہب اسلام سے راضی ہوا۔﴾

اس پر شاہد عادل ہے۔ اس کے معنی بالکل صاف اور واضح ہیں جن میں کوئی دشواری یا ابہام نہیں ہے جو ہدایت یا پیغام آنحضرت ﷺ کی معرفت دنیا کو عطا کیا گیا بفحوائے نص قرآنی وہ من کل الوجوہ مکمل ہے جس کے بعد اب کسی مزید ہدایت یا پیغام کی حاجت باقی نہیں ہے۔

پس اگر پیغام اور ہدایت ختم ہو گئی تو پیغمبر اور ہادی کی ضرورت بھی ختم ہو گئی۔

پس: ”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ۔“ عقیدہ ختم نبوت پر نص قطعی الدلالت ہے قرآن مجید خاتم الکتب یعنی آخری کتاب ہے اور حضور ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ آپ پر ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہو گیا اسی حقیقت کا اعلان مرزا غلام احمد قادیانی نے کسی زمانہ میں یوں کیا تھا:

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

ایک شبہ کا ازلہ

اگر کوئی شخص یہ شبہ وارد کرے کہ بعض انبیاء مثلاً یوشع، حزقیل، الیاس، ایوب علیہم السلام کو شریعت یا ہدایت عطا نہیں کی گئی تو بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہے وہ ثابت کرے کہ فلاں فلاں رسول کو ہدایت عطا نہیں کی گئی۔

ختم نبوت پر دوسری نص قرآنی قطعی الدلالت

آنحضرت ﷺ کے علاوہ جس قدر انبیاء دنیا میں گزرے ہیں سب کی لائی ہوئی ہدایت یا تو صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئی یا مسخ اور ناکارہ ہو گئی۔

الف.......... ویدوں کی زبان مردہ ہو گئی۔ آج نہ کوئی انہیں پڑھتا ہے نہ سمجھتا ہے اور نہ ان کی مسخ شدہ

تعلیم زمانہ حال کا ساتھ دیتی ہے اور نہ کوئی ہندوان کی صحت' واقعیت اور صداقت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ نہ اپنے دعویٰ کو ثابت کر سکتا ہے کیونکہ ویدوں کی تصنیف کو کئی ہزار برس گزر گئے اور ہمارے پاس چند ہزار سال کا بھی کوئی قدیم نسخہ موجود نہیں ہے اور نہ خود ویدوں میں کسی جگہ یہ وعدہ موجود ہے کہ یہ کتاب ہمیشہ محفوظ رہے گی۔

ب .... جینی' پارسی اور بودھوں کے مذہبی نوشتوں کا بھی یہی حال ہے۔

ج .... توریت' زبور اور انجیل تینوں مفقود ہو چکی ہیں۔ افسوس کہ اس مختصر مضمون میں اس کی تفصیل بیان نہیں ہو سکتی۔ ان کے ضائع ہو جانے کا خود یہود و نصاریٰ کو اعتراف ہے۔ علاوہ بریں ان کتابوں کے جس قدر نسخے آج دنیا میں پائے جاتے ہیں وہ بھی سب کے سب محرف ہیں اور ان سب میں بکثرت اختلافات پائے جاتے ہیں۔ لے دے کے دنیا میں صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی مذہبی کتاب ہے جو نہ صرف ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہی ہے (اور جس کے غیر محرف ہونے پر میور جیسا متعصب انسان گواہی دے رہا ہے) بلکہ بجنسہ موجود ہے اور اس کتاب کا دعویٰ ہے کہ باطل اس میں کبھی راہ نہ پاسکے گا اور جو ہدایت اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے دنیا کو عطا کی ہے وہ کبھی ناپید نہ ہوگی:

" إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ، حجرات ۹ " ﴿ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور تحقیق ہم خود اس کے محافظ ہیں۔﴾

پس جب تک یہ کامل ہدایت دنیا میں موجود رہے گی اس وقت تک کسی ہادی کی ضرورت بھی لاحق نہ ہوگی۔ اس لئے آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

جو جاں مانگو تو جاں دیں گے جو مال مانگو تو مال دیں گے
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا نبیؐ کا جاہ و جلال دے دیں
ختم نبوت کالج آف کمپیوٹر سائنسز
لکڑ منڈی سرگودھا
فیس اس قدر کم کہ نہ ہونے کے برابر پاکیزہ ماحول
داخلہ جاری ہے
عریانی۔ فحاشی۔ بے حیائی اور دیگر کفریہ عقائد سے محفوظ
CCA*COM*DOM*DCA*DCG
710474 کورسز شروع ہیں۔ دیگر حسب خواہش۔
برائے رابطہ۔ حافظ محمد اکرم طوفانی (پرنسپل کالج)

قسط نمبر ۱

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

شناخت مجدد

"شناخت مجدد" اس عنوان پر عالیجناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا مضمون ۱۹۳۵ء اور ۱۹۳۶ء کے ماہنامہ "حقیقت اسلام لاہور" میں قسط وار شائع ہوا۔ اس کی آخری دو قسطیں تو میسر آگئیں مگر پہلی قسط نہ مل سکی۔ ۱۹۹۰ء میں کتاب "قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت" میں لکھا تھا کہ یہ مضمون مکمل مل جائے تو شائع کرنے کے قابل ہے۔ بارہ سال اس مضمون کے حصول کے لئے کئی لائبریریوں کو کھنگھالا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۹۹۹ء گرمیوں میں محترم پروفیسر ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب پروفیسر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے توسط سے "سردار جھنڈیر لائبریری تحصیل میلسی" حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہاں رد قادیانیت کی کتب دیکھتے دیکھتے اپنی جہالت پر ترس آیا کہ جسے صرف ماہنامہ رسالہ میں قسط وار مضمون سمجھ رہا تھا وہ تو جون ۱۹۳۶ء میں "شناخت مجدد" کے نام سے کتابی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ کتاب کیا ملی خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ اللہ تعالیٰ "سردار جھنڈیر لائبریری" کے مالکان کو جزائے خیر دیں۔ ان کی علم دوستی کہ انہوں نے کتاب فوٹو کرانے کے لئے مہیا فرمادی۔ قادیانی کتب کے حوالہ جات نئے لگا کر اسے جامع بنادیا گیا ہے۔ آج سے پینسٹھ سال قبل شائع ہونیوالی گرانقدر کتاب قارئین لولاک کی ضیافت طبع کے لئے قسط وار شائع کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا خدا بخش صاحب مدظلہ نے اس کتاب کو مکمل پڑھا اور لولاک میں قسط وار شائع کرنے کی اہمیت پر اصرار فرمایا۔ ان کے حکم سے یہ پیش خدمت ہے۔ یہ کتاب لاہوری مرزائیوں کے رد میں لکھی گئی ہے۔ اس میں "دس اصول" مقرر کر کے ان پر مرزا قادیانی کو جانچا گیا ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی مجدد تو در کنار شرافت کے معیار پر بھی پورا نہیں اترا۔ لیجئے پڑھئے۔

(فقیر اللہ وسایا)

دیباچہ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ مضمون جواب کتابی شکل میں شائع ہو رہا ہے۔ میں نے پار سال مکری ماسٹر محمد احسان صاحب مدظلہ کی خاص فرمائش اور ان کے شدید اصرار پر لکھا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی ملازمت کی مصروفیات کی وجہ سے کوئی مضمون حسب دلخواہ نہیں لکھ سکتا لیکن سخت کفران نعمت ہوگا اگر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کروں کہ اس نے اپنے خاص فضل وکرم سے اس ناچیز خدمت کو رنگ قبول عطا فرمایا۔ لوگوں نے اس مضمون کو میری توقع سے کہیں زیادہ پسند کیا۔ چنانچہ دفتر میں اب تک متعدد خطوط موصول ہو چکے ہیں جن میں اظہار پسندیدگی کیا گیا ہے۔ چند قادیانی حضرات نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اس مضمون کے پڑھنے سے پہلے ہم کٹر مرزائی تھے لیکن اب انشراح صدر حاصل ہو گیا ہے اور دوبارہ مسلمان ہو چکے ہیں۔

اکثر دوستوں نے تاکید فرمائی کہ اس مضمون کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے تاکہ اس کا حلقہ اشاعت وسیع ہو سکے۔ اگرچہ علامہ دوراں حکیم الامت مفکر اسلام علامہ اقبال مدظلہ کے مضمون ”اسلام اور احمدیت“ کے بعد اب کسی اور کتاب کی اشاعت کی ضرورت باقی نہیں رہی لیکن محض اس وجہ سے مجھے اس امر کی جسارت ہوئی کہ علامہ موصوف کا مضمون بہت فلسفیانہ اور عالمانہ اور تحقیق پر مبنی ہے جس سے صرف علماء اور فضلاء ہی مستفید ہو سکتے ہیں اور یہ مضمون جو آپ کے سامنے ہے نہایت سلیس عبارت اور سادہ انداز میں لکھا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ معمولی لیاقت کا آدمی بھی اسے بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

میں نے اس مضمون میں اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا ہے۔ مجدد کی شناخت کا جو معیار پیش کیا ہے وہ عون المعبود شرح سنن ابی داؤد سے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ سب ان کی یا سلسلہ احمدیہ کی مستند کتابوں سے ماخوذ ہے۔ اسلوب بیان اور لب ولہجہ کے متعلق خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ تہذیب اور متانت کے درجہ سے نہ گزرنے پائے۔ میرا مقصود اس تحریر سے کسی کی دل آزاری نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی خیر خواہی اور اصلاح حال۔

علامہ اقبال نے اپنے مضمون میں ایک جگہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ کیا اچھا ہو اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد قادیانی کی جملہ تصانیف کا مطالعہ کر کے ان کی دعاوی پر نفسیاتی زاویہ نگاہ سے تنقید کرے اور اپنی اس تحقیق کو مسلمانوں کے فائدہ کے لئے کتاب کی شکل میں مرتب کر دے۔ انشاء اللہ اگر مجھے فرصت ہوئی تو میں آئندہ سال

تک اس اچھوتے موضوع پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھ کر ہدیہ ناظرین کروں گا تاکہ علامہ کے ارشاد کی تعمیل بھی ہو جائے اور مسلمانوں کی خدمت بھی۔

مکرمی ماسٹر محمد احسان صاحب کے دل میں خدمت اسلام والمسلمین کا جو زبردست جذبہ موجود ہے اس کو دیکھ کر مجھے توقع ہوتی ہے کہ انشاءاللہ! مستقبل میں اسلامی تصنیفات کا ایک مستقل سلسلہ شروع ہو جائے گا جو موجودہ زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت کو پورا کرنے اور مسلمانوں میں مذہبی اور تبلیغی بیداری پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ اس کام کے لئے وسیع پیمانہ پر تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں۔ مسلمانوں کا اخلاقی اور مذہبی فرض یہ ہے کہ کثیر تعداد میں پیکو لمیٹڈ کے حصے خرید کر کمپنی کے کارکنوں کو اس قابل بنائیں کہ وہ اسلامی تصنیفات کو جلد از جلد حلیۂ طبع سے آراستہ کر کے قوم کے سامنے پیش کر سکیں۔

ماسٹر صاحب موصوف نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اسلامی خدمات کا بیڑا اٹھالیا ہے اور ان کی توجہ سے موازنہ مذہب پر ایک اہم اور مبسوط کتاب کی تصنیف کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں اسلامی تعلیمات کا دنیا کے تمام مروجہ مذاہب کی تعلیمات سے موازنہ کیا جائے گا۔ یہ کتاب جس پایہ کی ہوگی اس کا اندازہ اس پراسپیکٹس سے ہو سکے گا جو اس کے متعلق عنقریب شائع ہونے والا ہے۔

آخر میں ان تمام دوستوں کی قدردانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس ناچیز مذہبی خدمات کو بنظر استحسان دیکھا اور پسند فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو مزید قبولیت عطا فرمائے اور بیش از بیش قادیانی حضرات کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین!

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین!

فقیر یوسف سلیم چشتی عفی عنہ

۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء ۱۶ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ

مجدد کی شناخت

مجدد کا تخیل

واضح ہو کہ اسلام میں مجددین و مصلحین امت کی بعثت کا تخیل عقائد میں داخل نہیں ہے اور نہ اس پر نجات کا دارومدار ہے۔ آنحضرت ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کی حقانیت پر ایمان لانا اور نیک عمل کرنا نجات

وفلاح اخروی کے لئے کافی وافی ہے۔ اگر ایک مسلمان قرآن مجید کو اپنا ہادی و پیشوا بنالے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرے تو اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اس بات کی بھی تلاش کرے کہ میرے زمانہ میں کون شخص مرتبہ مجددیت پر فائز ہے اور اگر اسے یہ معلوم بھی ہو جائے کہ فلاں شخص مجدد ہے تو بھی اس کے لئے یہ لازمی یا ضروری نہیں کہ وہ اس کی مجددیت پر ایمان لائے کیونکہ اسلام میں کسی مجدد کی مجددیت پر ایمان لانا فرض یا واجب قرار نہیں دیا گیا۔ اس کے انکار سے اس کے اسلام اور ایمان میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا کیونکہ اس کا یہ فعل کسی نص صریح کی تکذیب کو مستلزم نہیں۔ اسی لئے کسی زمانہ میں کسی مفسر، محدث یا امام نے مجددین پر ایمان لانے کو شرط اسلام یا ایمان قرار نہیں دیا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخص پر ایمان لانا یا کسی کو ضامن نجات سمجھنا یا کسی کی اطاعت کو فرض قرار دینا یا فرض سمجھنا فائدہ کے عوض الٹا نقصان کا موجب ہے کیونکہ ایسا سمجھنا صریحی طور پر شرک فی الرسالت ہے اور فقیر کی رائے میں یہ بات سراسر باعث خسران مبین ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد امت اسلامیہ میں کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ لوگوں سے اپنی اطاعت کا طالب ہو الا بطریق امارت المومنین ورنہ ایسا شخص خواہ وہ کوئی ہو یکسر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت ﷺ نے شخصیت پرستی کا دروازہ بالکل مسدود کر دیا۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی شخص ایسا نہیں پیدا ہوگا جس پر ایمان لانا مسلمانوں کے لئے ضروری ہو۔

حدیث مجدد

ان تصریحات ضروریہ کے بعد اب میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام میں شروع سے یہ خیال پایا جاتا ہے کہ اس امت میں مجددین و مصلحین پیدا ہوتے رہیں گے۔ اس خیال کا مبنیٰ اور ماخذ سنن ابوداؤد کی ایک حدیث ہے جسے میں ذیل میں نقل کرتا ہوں:

”عن ابی ہریرۃ فیما اعلم عن رسول اللہ ﷺ قال ان اللہ یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها ۰ سنن ابی دائود کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المائة' ج ۲ ص ۱۳۲“ ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس امت کے لئے ہر صدی کے آغاز میں ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو دین کی اصلاح کرے گا۔﴾

سنن ابوداؤد صحاح ستہ میں شامل ہے اور محدثین کا عموماً اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے۔ مثلاً حاکم نے اپنی مستدرک ج ۵ ص ۳۰۷ نمبر ۸۶۳۹ طبع بیروت میں اور امام بیہقی نے اپنی مدخل میں اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اپنی کتاب حجج الکرامہ ص ۵۱ میں لکھا ہے کہ حدیث مجدد ہم کو ابوداؤد' امام حاکم اور امام بیہقی کی معرفت پہنچی ہے اور اس کی صحت مسلم ہے۔ نیز ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ا

ص ۳۰۲ پر لکھا ہے کہ یہ حدیث جو ہم کو ابو داؤد کی معرفت پہنچی ہے صحیح ہے اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

القصہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی صحت روایتاً اور درایتاً دونوں طریقوں سے ثابت ہو سکتی ہے۔ اول الذکر طریق اوپر مذکور ہو چکا اور درایتاً اس لئے صحیح ہے کہ جب آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی شخص نبوت کے مرتبہ پر فائز نہیں ہو سکتا۔ باب نبوت بہ پیرائے وحی رسالت تا قیامت بند ہو چکا ہے۔ تشریعی یا غیر تشریعی کسی قسم کا نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ جب بعثت انبیاء کا مقصد یعنی اعطائے ہدایت حاصل ہو چکا تو پھر نبی کی بعثت ایک فعل عبث ہوا اور اللہ تعالیٰ کی شان اس سے کہیں ارفع ہے کہ وہ کوئی کام ایسا کرے جو حکمت اور مقصد سے خالی ہو: "فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة۰"

لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ مرور ایام سے دین کی حقیقت عام لوگوں کی نگاہوں سے او جھل ہو جاتی ہے اور بدعات و محدثات کا رواج ہو جاتا ہے۔ پس لازمی ہے کہ ہر صدی میں کم از کم ایک بندہ خدا کا ایسا پیدا ہو جو لوگوں کو کتاب و سنت کی طرف بلائے اور دین اسلام کو از سر نو زندہ کرے اور اس کی حقیقی خوبیوں کو از سر نو عالم آشکارا کرے۔ تاکہ حق و باطل میں امتیاز ہو سکے۔

مجدد کا اصطلاحی مفہوم

مجدد کے لفظی معنی تجدید کرنے والے کے ہیں لیکن اصطلاح میں مجدد اس شخص کو کہتے ہیں جو ان بدعات اور خرابیوں کو دور کر سکے جن کی وجہ سے حقائق و معارف اسلام دوبارہ اپنی اصلی شان میں نظر آ سکیں۔

بظاہر نبی اور مجدد میں بڑی حد تک مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ دونوں کا کام اصلاح خلق ہے لیکن ایک اہم فرق بھی موجود ہے جو دونوں کو ایک دوسرے سے جدا اور صاف طور سے متمیز کر دیتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ نبی کتاب لاتا ہے اور خدا کا پیغام لوگوں کو سناتا ہے اور اس کتاب اور پیغام کی بناء پر لوگوں کو ایک نئے آئین اور نئے طریق کی طرف بلاتا ہے۔ وہ انبیائے ماسبق کا مطیع اور تابع نہیں ہوتا یعنی وہ پرانے دین کو پیش نہیں کرتا بلکہ اپنا دین اور اپنی شریعت جاری کرتا ہے اور اس کی بناء پر لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کرتا ہے لیکن مجدد نہ کوئی کتاب لاتا ہے اور نہ نیا دستور العمل پیش کرتا ہے اور نہ کوئی دعویٰ کرتا ہے اور نہ منکرین و مومنین میں امتیاز روا رکھتا ہے نہ اپنے منکرین کو کافر کہتا ہے اور نہ کسی نئے آئین کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے نہ وہ کوئی امت بناتا ہے اور نہ شریعت میں کمی بیشی کر سکتا ہے۔ وہ جس نبی کی امت میں ہے اس امت کے اندر رہ کر اسی نبی کے دین کو جس کا وہ خود پابند ہے از سر نو زندہ کرتا ہے۔ اس کی بعثت کا مقصد بدعات کا سیئہ کا دور کرنا ہوتا ہے یعنی وہ لوگوں کو صرف کتاب اور سنت کی طرف بلاتا ہے جن کی طرف سے لوگ غافل ہیں۔ دعویٰ تو بڑی چیز ہے اس کے لئے یہ بھی لازمی نہیں کہ وہ لوگوں سے یہ کہے

کہ میں مجدد ہوں۔ اگر کسی نے کہا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مجددیت کا دعویٰ کوئی لازمی اور ضروری چیز ہے۔

تجدید کی نوعیت

چنانچہ اپنے قول کی تائید میں فقیر ابوداؤد شریف کی شرح عون المعبود کی عبارت پیش کرتا ہے:

”قد عرفت مما سبق ان المراد من التجدید احیاء مااندرس من العمل بالکتاب والسنة والا مربمقتضا هما واماتة ماظهر من البدع والمحدثات قال فی مجالس الا برار والمراد من تجدید الدین لامة احیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنة والا مربمقتضا هما وقال فیه لایعلم ذلك المجدد الا بغلبة الظن ممن عاصره من العلماء بقرائن احواله بعلمه والا نتفاع اذا لمجدد للدین لا بد ان یکون عالما بالعلوم الدینیة الظاهرة والباطنة ناصراً للسنة قامعاً للبدعة وان یعم علمه اهل الزمانة وقال القاری فی المرقات ای یبین السنة من البدعة ویکثر العلم ویعزاهله ویقمع البدعة ویکسر اهلها ۰ عون المعبود شرح ابوداؤد باب مایذکر فی قرن المانه ج٤ص ٨٠“

﴿بیان مذکورہ بالا سے واضح ہوگا کہ تجدید سے مراد یہ ہے کہ کتاب اور سنت کے عمل میں سے جو باتیں مٹ چکی ہوں ان کو از سر نو زندہ کیا جائے اور لوگوں کو ان دونوں پر عامل ہونے کا حکم دیا جائے اور جو بدعات و محدثات اور امور غیر شرعی دین میں داخل ہوگئے ہوں ان کو بالکل نیست و نابود کر دیا جائے۔﴾

چنانچہ مجالس الابرار نے لکھا ہے کہ امت کے لئے تجدید دین سے مراد یہ ہے کہ عمل بالکتاب والسنۃ میں سے جو باتیں مٹ چکی ہوں ان کو از سر نو زندہ کیا جائے اور ان کے اقتضاء کے مطابق حکم کیا جائے اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ کسی شخص کو یقینی طور پر مجدد نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں! اس کی طرف گمان کیا جاسکتا ہے۔ علمائے امت میں جو لوگ اس کے ہمعصر ہوتے ہیں وہ اس کے احوال کے قرائن اور اس کے علم سے استفادہ کرنے کی بدولت یہ قیاس کرتے ہیں کہ شاید وہ مجدد ہے جو شخص مجدد ہو اس کے لئے یہ لازمی اور ضروری ہے کہ وہ دین کے علوم ظاہری اور باطنی دونوں میں وحید العصر اور فرید الدہر ہو۔ سنت کا حامی ہو۔ بدعت کا قلع قمع کرنے والا ہو اور دنیا کے لوگ اس کے علم سے پیش از پیش بہرہ اندوز ہوں۔ نیز ملا علی قاری نے مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقات میں لکھا ہے کہ مجدد وہ ہوتا ہے جو سنت اور بدعت میں امتیاز کر کے دکھائے اور علوم کے دریا بہائے اور علماء کی عزت کرے۔ بدعات کا قلع و قمع کردے اور اہل بدعت کو ذلیل و رسوا کردے۔

اس عبارت سے مجدد کا معنی اور مفہوم بالکل واضح ہو گیا۔ یعنی مجدد وہ ہے جو کہ :

۱............ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے عمل میں سے جو کچھ مٹ گیا ہو اسے از سر نو یا دوبارہ زندہ کر دے۔ مثلاً اگر اس کے زمانہ میں لوگ توحید سے دور ہو گئے ہوں یا خدا تعالیٰ کے متعلق کوئی طریقہ ایسا رائج ہو گیا ہو جو کتاب اللہ میں مذکور نہ ہو یا شریعت حقہ کہ کسی صریح حکم کو پس پشت ڈال دیا گیا ہو تو مجدد کا کام یہ ہے کہ لوگوں کو دوبارہ توحید کی طرف بلائے۔

۲............ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق حکم کرے۔ یعنی لوگوں سے کوئی بات ایسی نہ کہے جو کتاب و سنت میں مذکور نہ ہو اور نہ ان کو کسی ایسے کام کا حکم دے جو ان دونوں سے ثابت نہ ہو۔

۳............ بدعات اور محدثات کو مٹادے۔ بدعات اور محدثات سے مراد وہ امور ہیں جن کا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم نہیں دیا لیکن لوگوں نے خود اپنی مرضی سے یا دیگر مذاہب کی تقلید سے داخل مذہب کرتے ہوں اور ان کو نجات کے لئے ضروری سمجھ لیا ہو۔ بدعت کے لفظی معنی ہیں (دین میں نئی بات نکالنا) اور یہی چیز ساری خرابیوں کی جڑ ہے۔ مثلاً دین اسلام میں نبوت کی دو قسمیں قرار دینا تشریعی اور غیر تشریعی۔ حالانکہ کتاب و سنت میں ان کا کسی جگہ ذکر نہیں ہے۔

۴............ مجدد وہ ہے جس کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ نجات میری اتباع میں منحصر ہے یا ”بے بہرہ آنکہ دور بماندز لنگرم“ اس کے ہمعصر علماء اس کی خدمات دینی‘ اس کی علمیت‘ اس کے زہد و اتقاء‘ اس کی روحانیت‘ اس کی پاکیزگی‘ اس کی فیض رسانی کو دیکھ کر اس کے متعلق حسن ظن قائم کرتے ہیں کہ غالباً یہ شخص مجدد ہے اور آئندہ نسلیں اس کے کارناموں کی وجہ سے اسے مجدد کے لقب سے یاد کرتی ہیں۔ مثلاً ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کہ آج دنیائے اسلام ان کو اپنا سر تاج سمجھتی ہے اور دل و جان سے ان کی دینی خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔

عبارت میں دو لفظ قابل غور ہیں۔ نمبر ایک...... غلبہ ظن اور انتفاع بعلمہ یعنی مسلمانوں کی اکثریت کا گمان غالب یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص مجدد ہے اور یہ گمان کس وجہ سے ہوتا ہے؟ محض اس لئے کہ لوگ اس شخص کے جاری کردہ چشمہ ہائے علوم سے جوق در جوق سیراب ہوتے ہیں۔

۵............ مجدد وہ ہے جو اپنے زمانہ میں علوم ظاہری اور باطنی میں اپنا جواب نہ رکھتا ہو۔ واضح ہو کہ مذہب اسلام ایک روحانی مذہب ہے اور اس کے معیار فضیلت بھی روحانی ہیں۔ جس طرح بزرگی کا معیار تقویٰ ہے اسی طرح فضیلت کا معیار علم ہے۔ مجدد کی سب سے بڑی شناخت یہ ہے کہ وہ علوم ظاہری اور باطنی دونوں میں ایسا

بلند پایہ رکھتا ہو کہ اس کے ہمعصر علماء اس کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کریں۔ واضح ہو کہ علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی کی بھی شرط ہے یعنی اگر وہ ایک طرف مبتدعین اور اہل ہواء کی تردید کے لئے علوم عقلیہ ونقلیہ میں نہایت بلند مرتبہ رکھتا ہو کہ بدلائل نیرہ ان کے وساوس اور اعتراضات کو رفع کر سکے تو دوسری طرف مسلمانوں کو روحانیت کے بلند مقام پر پہنچانے کی صلاحیت اور قابلیت بھی رکھتا ہو۔ یعنی مجدد کے لئے یہی کافی نہیں کہ وہ چند کتابیں لکھ دے یا چند مناظرے کرے یا چند نظمیں شائع کر دے یا چند پیشگوئیاں کر دے بلکہ ان سب باتوں کے علاوہ علوم باطنی میں بھی اس کا پایہ اس قدر بلند ہو کہ وہ اپنی روحانیت سے لوگوں میں انقلاب پیدا کر سکے اور جو لوگ خدا تعالیٰ سے ملنا چاہیں ان کو خدا سے ملا سکے۔

۶............ جو سنت رسول اللہ ﷺ کی حمایت کرے اور اس کی کوششوں سے سنت کو بدعت پر فتح حاصل ہو یعنی وہ سنت کا ناصر ہو اور رسول اللہ ﷺ کا نائب ہو۔

۷............ جو بدعات کا قلع قمع کر دے۔ ان کی لغویت عالم آشکارا کر دے۔

۸............ جو مسلمانوں میں علوم کا چرچا کر دے۔

۹............ جو علماء کی عزت کرے۔

۱۰............ جو اہل بدعت کو ذلیل ورسوا کر دے۔

خلاصہ اس تمام بحث کا یہ ہے کہ :

۱............ مجدد کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔

۲............ عام مسلمانوں کے لئے مجدد کی شناخت فرض نہیں۔

۳............ اس کے تقدس اور تورع کو دیکھ کر اس کی خدمات دینیہ کو دیکھ کر اس کی طرف گمان کیا جاتا ہے کہ وہ مجدد ہے۔

۴............ وہ لوگوں کو کتاب اور سنت کی طرف بلاتا ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ ایک صدی میں صرف ایک ہی مجدد مبعوث ہو اور نہ یہ ضروری ہے کہ سارے علماء کا ایک شخص کی ذات پر اتفاق ہو جائے اور یہ اس لئے کہ دین میں مجدد کی حیثیت صرف خادم اسلام کی ہے۔ اس کا کام لوگوں کو خالص اسلام کی طرف بلانا ہے جو کتاب وسنت میں مندرج ہے اور ممکن ہے کہ اللہ یہ فضل ایک سے زائد اشخاص کو عنایت فرمادے۔ چنانچہ شارح ابوداؤد نے شرح مذکورہ بالا میں صفحہ ۱۸۱ پر ایک فہرست ان بزرگان ملت کی مرتب کی ہے جن کو امت اسلامیہ نے مجدد وقت تسلیم کیا ہے۔ ذیل میں اسے بھی نقل کئے دیتا ہوں تاکہ میرے

دعویٰ پر دلیل ہو۔

پہلی صدی	:	حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ
دوسری صدی	:	حضرت امام شافعیؒ
تیسری صدی	:	ابن سریجؒ
چوتھی صدی	:	امام باقلانیؒ یا امام اسفرائینیؒ یا حضرت سہل
پانچویں صدی	:	امام حجۃ الاسلام محمد الغزالیؒ
چھٹی صدی	:	امام رازیؒ صاحب تفسیر کبیر
ساتویں صدی	:	ابن دقیق العیدؒ
آٹھویں صدی	:	امام بلقینیؒ یا حافظ زین الدینؒ
نویں صدی	:	امام جلال الدین السیوطیؒ
دسویں صدی	:	امام شمس الدین ابن شہاب الدین رملیؒ
گیارہویں صدی	:	حضرت مجدد الف ثانیؒ یا امام ابراہیم بن حسن کردیؒ
بارہویں صدی	:	حضرت شاہ ولی اللہ یا شیخ صالح بن محمد نوح الفلانیؒ یا السید المرتضیٰ الحسینیؒ
تیرہویں صدی	:	مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندیؒ یا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ یا قاضی حسین بن محسن انصاریؒ

اس فہرست کے خاتمہ پر صاحب عون المعبود صفحہ ۱۸۲ پر یوں لکھتے ہیں:

”ھذا ھوظنی فی ھولاء الا کابر الثلاثۃ انھم من المجددین علی راس الماۃ الثالثۃ عشر واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔“ (یعنی میرا گمان یہ ہے کہ ان تین حضرات میں سے کوئی ایک صاحب اس صدی کے مجدد ہیں۔)

ممکن ہے ممالک روم و شام و مصر و عراق میں کسی دوسرے شخص کو یہ مرتبہ نصیب ہوا ہو کیونکہ یہ تینوں بزرگ ہندوستان کے باشندے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مختلف ممالک میں مختلف بزرگان امت اس مرتبہ پر فائز رہے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مختلف لوگوں نے مختلف بزرگوں کو مجدد تسلیم کیا ہو۔

اس فہرست کے مطالعہ سے یہ بات بھی ظاہر ہو سکتی ہے کہ بعض صدیاں ایسی گزری ہیں جن میں مجدد کی

شخصیت کے متعلق علمائے امت میں اتفاق آراء نہیں ہو سکا۔ مثلاً چوتھی' آٹھویں 'گیارہویں وغیرہ

صاحب عون المعبود نے اپنے زمانہ کے تین بزرگوں کا نام پیش کر کے لکھا ہے کہ میرے ظن (خیال) کے مطابق ان تین بزرگوں میں سے ایک بزرگ مجدد ہوگا۔ یہاں پر لفظ ظن قابل غور ہے۔ انہوں نے یہ نہیں لکھا کہ میرا یقین ہے کہ فلاں شخص مجدد ہے بلکہ محض اپنا گمان لکھا ہے اور تین صاحبوں کا نام لکھا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نہ مجدد کے لئے دعویٰ کرنا ضروری ہے اور نہ مسلمانوں پر اس کی شناخت فرض اور واجب ہے۔

جب مجدد کی خدمات دینیہ کا آفتاب نصف النہار پر جلوہ گر ہوتا ہے تو مسلمان خود بخود اس کی روشنی سے مستفید ہو کر اس کے آفتاب ہدایت و مرکز کرامت ہونے کے معترف ہو جاتے ہیں اور عوام در کنار خود علماء کا سر اس کے سامنے جھک جاتا ہے۔

معیار مجددیت

ان تصریحات کے بعد اب میں وہ شرائط پیش کرتا ہوں جن کا مجدد میں پایا جانا۔ میری رائے میں اشد ضروری ہے۔

۱...... **علم قرآن وحدیث**: پہلی شرط یہ کہ مجدد اپنے زمانہ میں قرآن مجید کا سب سے بڑا عالم ہو تاکہ اس کے حقائق و معارف سن کر عوام و خواص دونوں اس کے گرویدہ ہو جائیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کسی شخص کو حاصل نہ ہوں وہ قرآن مجید کے معارف عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس اگر ایک طرف مجدد منطق اور فلسفہ کا ماہر ہو تو دوسری طرف وہ تصوف اور سلوک کے مقامات بھی طے کر چکا ہو۔ بقول امام غزالیؒ :

"جو شخص تصوف میں مرتبہ بلند نہیں رکھتا وہ نبوت ورسالت 'وحی والہام وغیرہ کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا۔ سوائے اس کے کہ ان لفظوں کو زبان سے ادا کر لے۔"

مثال کے طور پر میں اس موقع پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندیؒ کا ذکر کروں گا کہ میری رائے میں وہ تیرہویں صدی کے مجددین میں سے گزرے ہیں۔ مولانا موصوف کے تبحر علمی اور منطقیانہ موشگافیوں کی کماحقہ داد دینا فقیر کے دائرہ اقتدار سے باہر ہے۔ میں تو ان کے شاگردوں کی صف نعال میں بھی بیٹھنے کے لائق نہیں ہوں۔ ان کی تصانیف آج بآسانی دستیاب ہو سکتی ہیں اور ان کے مطالعہ سے ان کی غیر معمولی علمی قابلیت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے جس بات کا میں اس جگہ ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب مسلمانان رڑکی (ضلع سہارنپور) کی

دعوت پر مولانا موصوف کھدر کے لباس میں ملبوث عصا ہاتھ میں لئے پیادہ پاء اس قصبہ میں پہنچے تو پنڈت دیانند آنجہانی کو مناظرے کے لئے رقعہ بھیجا۔ پنڈت مذکور نے جو شاہجہاں پور کے میلہ خدا شناسی میں مولانا کی بے پناہ منطق کے سامنے سپر انداز ہو چکا تھا اور اپنے حریف کی علمی قابلیت کا اچھی طرح اندازہ کر چکا تھا مناظرہ سے گریز کیا اور لیت و لعل شروع کر دی۔ مولانا نے کہلا بھیجا کہ میں بغیر شرائط مناظرہ کے لئے تیار ہوں تم ایک دفعہ مجمع عام میں آکر ان اعتراضات کا اعادہ کر دو جو برسوں تم نے سر بازار اسلام پر وارد کئے ہیں۔ اس نے کہلا بھیجا کہ میں اس شرط پر آپ سے مناظرہ کروں گا کہ آپ اپنے خدا کو مجھے دکھادیں۔ مولانا نے جواب میں لکھا کہ تمہاری شرط منظور ہے۔ اس پر پنڈت مذکور کے ہمراہیوں نے کہا چلئے اب کیا دیر ہے۔ نہ آپ کی شرط پوری ہوگی نہ مناظرہ ہوگا۔ دیانند صاحب نے کہا مجھے یقین ہے کہ مولوی قاسم! واقعی خدا کو دکھادے گا اور فوراً اسباب باندھ کر رڑکی سے راہ فرار اختیار کی۔

مقصود اس واقعہ نگاری سے یہ ہے کہ مجدد بننے کے لئے صرف دس پانچ الٹی سیدھی کتابیں لکھ لینا کافی نہیں ہیں۔ مجدد وہ ہے جو "کسی گھر بند نہ ہو" ضرورت پڑنے پر خدا کو بھی دکھا سکے۔ ظاہر ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ وہی کر سکتا ہے جو صدرا اور شمس بازغہ کے علاوہ مکتب محمدیہ میں بھی برسوں زانوئے ادب تہ کر چکا ہو:

نہ ہر کہ مو بتراشد قلندری داند

(جاری ہے!)

☆......☆......☆

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

☆...... کسی مرزائی کو داماد بنانا ایسا ہے جیسے کسی ہندو، سکھ، چوہڑے کو داماد بنالیا جائے۔

☆...... جس شخص نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں سے اچھے ہیں وہ خود قادیانیوں سے بدتر کافر ہوگیا۔

☆...... مرزائیوں کی حیثیت ذمیوں کی نہیں بلکہ محارب کافروں کی ہے اور محاربین سے کسی قسم کا تعلق رکھنا شرعاً جائز نہیں۔

☆......☆......☆

ادارہ

مکتوبات اکابر

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر مرحوم کا یہ خط حافظ عبدالرحمٰن مرحوم آف تلہ گنگ کے نام ہے جو کراچی دفتر مجلس کے ناظم و مبلغ تھے۔ تحریک ختم نبوت 1953ء میں آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ موصوف نے وفات سے قبل اپنا کتب خانہ بخاری لائبریری چناب نگر کے لئے ہدیہ کر دیا تھا۔ مولانا منظور احمد صاحب عباسی آف جتوئی بطور مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں کام کرنا چاہتے تھے۔ حافظ صاحب موصوف نے مقامی جماعت کو منظوری سے مشروط فرمایا۔ محترم صوفی محمد ایاز خان صاحب علاقہ عیسیٰ خیل کے بزرگ ہیں۔ کراچی میں مقیم ہیں۔ بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس وقت کراچی مجلس کے عہدیدار تھے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ آج کل جمعیت علماء پاکستان کے نامور رہنما ہیں۔ رد قادیانیت اس وقت بھی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ڈاکٹر جلال الدین بھی کراچی مجلس کے رہنما تھے۔ مولانا منظور احمد عباسی جتوئی ضلع مظفر گڑھ کے تھے۔ حضرت مولانا قائم الدین مرحوم علی پوری کے بھانجے تھے۔ اس خط میں جن حضرات کا تذکرہ ہے سوائے صوفی صاحب کے سب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ ان کی قبروں پر نور کی بارش فرمائے۔ (عکس)

فون نمبر ۳۳۰۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الحدیث)

مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت

شمارہ ______ ★ ملتان شہر ★ تاریخ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

برادر محترم جناب حافظ عبدالرحمٰن صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاج گرامی - آپکا گرامی نامہ موصول ہوا -

(۱) مولانا منظور احمد صاحب عباسی کی درخواست موصول ہوئی تھی کہ مجھے کراچی کیلئے مبلغ منظور کیا جائے - آج انہیں جواب لکھا ہے کہ آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی سے رجوع کریں = وہ دفتر میں تشریف لے جائیے -

مجلس مرکزیہ اُن کی تقرری منظور کرتی ہے بشرطیکہ آپ صاحب اور جناب صوفی محمد ایاز صاحب اور محترم جناب ڈاکٹر جلال الدین

اُنہیں کراچی کیلئے بھیجنا منظور فرمائیں۔ آپ تینوں حضرات
مشورہ کرکے طے کرلیں اور اُن کی فوری منظوری کرلیں تو آپ
کا یہ فیصلہ مرکز کو منظور ہوگا۔ بواپسی مطلع فرمائیں۔

(۲) دستور اور ترمیم کی دس کاپیاں ارسال خدمت ہیں۔ پہنچنے
پر اطلاع دیں۔

(۳) فی الحال مجھے فرصت نہیں۔ دار المبلغین پہ علماء کرام کو سنبھالنا
جیسا کہ ادب اور پیر و بیریٹ کے مضامین پڑھا رہے۔ مجلس تحفظ
ختم نبوت نے دار المبلغین چنیوٹ سے ملتان دفتر میں منتقل
کر لیا ہے۔ کوشش کروں گا کہ آپ کے حسب ارشاد کراچی
کے لئے ماہ رجب میں چار یوم مقرر کردوں۔ انشاء اللہ العزیز
رجب سے پہلے آپ کو مطلع کردوں گا۔

(۴) مسئلہ کا خاکہ دفتر مرکزیہ کیلئے اور دو ٹائپ رائٹر کی ضرورت
برادر محترم ڈاکٹر خلیق الدین صاحب سے فرمائیں کہ وہ اردو
کے ٹائپ رائٹر کی قیمتیں تحریر فرمائیں اور یہ بھی
تحریر فرمائیں کہ کون ٹائپ رائٹر انتخاب کیا جاوے۔
ڈاکٹر صاحب مختلف فرموں سے دریافت کرکے مجھے جواب
جلد از جلد فرمائیں۔ والسلام

لال حسین اختر

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

سابق صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ صاحب

عزت مآب جناب چوہدری محمد رفیق تارڑ صاحب سابق صدر مملکت پاکستان (ر) جج سپریم کورٹ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے شیدائی ہیں۔ آپ نے حضرت امیر شریعتؒ کی وفات پر خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو خط تحریر کیا۔ ان دنوں جناب تارڑ صاحب گوجرانوالہ میں وکالت کرتے تھے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کے خطوط میں وہ خط عرصہ ہوا ملا تھا۔ چونکہ جناب تارڑ صاحب اس وقت صدر مملکت تھے موصوف کا خط شائع کرنا مصلحت کے خلاف سمجھا گیا۔ اب جبکہ صدارت آنجہانی ہوگئی ہے تو اسے شائع کررہے ہیں۔ خط شکستہ ہے۔ اس لئے پہلے خط کی عبارت نقل کرتے ہیں بعد میں عکس ملاحظہ کریں:

محترم المقام قاضی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ کاش! میں اپنے جذبات غم کو ضبط تحریر میں لاسکتا۔ قاضی صاحب! اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں۔ آہ! میرے پیشوا باپ سے زیادہ شفیق قائد دنیا کے سب سے بہادر مسلمان اور جنگ آزادی کے ہراول دستے کے بے مثال مجاہد ہمیں سوگوار ناکہ کناں چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے حضور چلے گئے۔ آہ! میرے محبوب شاہ جی کہ اب ان کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔

قاضی صاحب! 22 تاریخ کو گھر سے کچہری جارہا تھا کہ راستہ میں یہ دلدوز خبر سنی۔ واپس لوٹ آیا۔ ڈیوڑھی میں داخل ہوا تو چیخیں نکل گئیں۔ آپ کی بھاوجہ گھبرا کر آگے بڑھیں تو میں اسے صرف اخبار دکھا سکا۔ اسی وقت عازم ملتان ہوا۔ لاہور دیوانوں کی طرح پھرتا رہا لیکن کوئی سواری نہ مل سکی اور میں اس دور کے ابو حنیفہ کے آخری دیدار سے بھی محروم رہ گیا۔ اے وائے بدنصیبی۔ 23 تاریخ کو پاکستان ایکسپریس پر سوار ہو کر رات 2 بجے ملتان پہنچا۔ صبح 6 بجے شاہ جی کے پاس چلا گیا مگر قاضی جی حسب سابق دستور نہ تو انہوں نے مجھے سینہ سے لگایا نہ ماتھا چوما۔ غالباً وہ جنت الفردوس کی رنگینیوں میں کھوگئے ہوئے تھے۔ قاضی صاحب! وہ کیوں روٹھ گئے ہیں کچھ عرصہ بیٹھا رہا۔ پچھلی شرف یابیاں دل ودماغ میں گھوم گئیں۔ آپ جانتے ہیں جب بھی شاہ جی ؒ سے رخصت ہوتا بے اختیار آنکھیں بھر آیا کرتی تھیں۔ دراصل اس وقت میرے دل کی آواز یہ ہوا کرتی تھی کہ جی بھر کے دیکھ لو شاید یہ آخری ملاقات ہو اور آخر وہ دن بھی آہی گیا جس کے لئے ہم میں سے کوئی بھی تیار نہ تھا۔

خیال تھا کہ آپ ملتان جائیں گے تو دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہوگا مگر آپ تشریف لے جاچکے تھے۔ برادران عطاء المنعم وعطاء المحسن صاحبان کے پاس بیٹھا رہا۔ مولانا عبدالرحمٰن میانوی صاحب موجود تھے اور ہم سب اس کارواں کی طرح بیٹھے تھے جس کا سب کچھ لوٹ لیا گیا ہو۔ معاف کیجئے گا تعزیت کے لئے حاضر ہوا تھا مگر الٹا آپ کو رلانے بیٹھ گیا۔ اپنی بد اعمالیوں کے پیش نظر اس بات سے بے حد خائف ہوں کہ کہیں عالم بقاء میں بھی ان کے دیدار سے محروم نہ رہوں۔ دعا کیجئے کہ خداوند کریم ہمارے محبوب ومحسن شاہ جی ؒ کو جنت الفردوس سے نوازے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اس عظیم صدمہ کے برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائے۔

احقر العباد

محمد رفیق تارڑ ایڈووکیٹ ضلع کچہری گوجرانوالہ

Ch. Mohammed Rafiq Tarar
B.A., LL.B., Advocate.

GUJRANWALA ______________ 195

[illegible]

۲۵ اگست ۱۹۸۱ء

محترم المقام قاضی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ [illegible] ۔ کاش میں اپنے جذبات غم کو ضبط تحریر میں لا سکتا۔ قاضی صاحب!
اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں ۔ آہ میرے پیشوا ۔ باپ سے زیادہ شفیق [illegible] ۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] ۔ اب ان کو دیکھنے کو آنکھیں ترس گئی ہیں۔

قاضی صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

خدا کرے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۔ آمین۔

احقر العباد
محمد رفیق تارڑ
ایڈووکیٹ [illegible] گوجرانوالہ

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

سالانہ رد قادیانیت وعیسائیت کورس چناب نگر اختتامی تقریب سندات

حسب سابق امسال بھی 5 شعبان سے 26 شعبان تک رد قادیانیت وعیسائیت کورس کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر مسلم کالونی میں اہتمام کیا گیا۔ وفاق المدارس کے امتحانات رائے ونڈ اجتماع اور افغانستان کی صورتحال کے پیش نظر اس سال خدشہ تھا کہ شاید کورس کے شرکاء کی تعداد پر یہ عوارض اثر انداز ہوں گے لیکن رب کریم نے کرم وفضل کا معاملہ فرمایا۔ حسب سابق سو سے زیادہ تعداد ہو گئی۔ پہلا عشرہ حضرت مولانا خدا بخش صاحب نے تردید اوہا قادیانیت دربارہ اجرائے نبوت اور حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور کذبات مرزا غلام احمد قادیانی جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالقدوس قارن صاحب نے دو یوم حجیت حدیث پر اور مولانا غلام مرتضی صاحب مدرس جامعہ مدنیہ ڈسکہ نے عیسائیت کے اعتراضات کے جوابات پر لیکچر دیے۔ دوسرے عشرہ میں مولانا اللہ وسایا نے تینوں موضوعات پر مشتمل کتاب آئینہ قادیانیت پڑھائی۔ حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیوں پر لیکچر دیے۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے شعبہ تخصص دعوت وارشاد کے صدر اور حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی کے برادر اصغر حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب نے تحقیق آپ کے مسائل پر لیکچر دیے۔ الحاج اشتیاق احمد جنجوعہ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے فتنہ قادیانیت موجودہ دور کے تقاضے وکیل ختم نبوت جناب شیخ جہانگیر سرور ایڈووکیٹ سرگودھا نے آئین پاکستان اور فتنہ قادیانیت کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔ امسال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو فاضل مبلغین حضرت مولانا فقیر اللہ اختر اور حضرت مولانا محمد طیب فاروقی نے صبح کی نماز کے بعد احادیث مبارکہ دربارہ سیدنا مہدی علیہ الرضوان اور دجال اکبر لعین پر نہ صرف لیکچر دیے بلکہ ان کو لکھوایا اور یوں اللہ رب العزت نے فضل کیا کہ اس سفر میں دو نئے رفقاء شریک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وفضل میں برکت دے اور مزید تیاری ومحنت کر کے اس کام کو آگے بڑھانے کی توفیق عنایت فرمائے تاکہ آنے والے وقت میں یہ کام کو سنبھال سکیں۔ آمین!

امتحان

10 نومبر کو شرکاء کورس کو تیاری امتحان کے لئے وقت دیا گیا۔ 11 نومبر کو امتحان ہوا۔ امسال 102 ساتھیوں نے داخلہ لیا تھا۔ 6 حضرات جن کے رول نمبر یہ ہیں 98`85`81`79`78`37 بوجہ کثرت غیر حاضری خارج کر دیئے گئے۔ 96 حضرات نے امتحان میں شرکت کی۔ ان میں سے سات حضرات مطلوبہ نمبر حاصل نہ کر سکے۔ باقی 89 حضرات نے نمایاں نمبروں میں امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ پرچہ مولانا عبداللطیف مسعود اور مولانا اللہ وسایا صاحب نے ترتیب دیا۔ امتحان کی نگرانی رانا محمد طفیل جاوید' قاری حفیظ اللہ' قاری احمد جان' قاری محمد عابد' قاری محمد رمضان' مدرسین مدرسہ ختم نبوت چناب نگر نے کی۔ گزشتہ سے پیوستہ سال اول نمبر آنے والے محترم جناب ماسٹر محمد ناصر صاحب نے نمبرنگ کے فرائض سرانجام دیئے۔ آخری الوداعی بیان 13 نومبر صبح نماز کے بعد یادگار اسلاف حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کا ہوا۔ اس سال بھی حسب سابق تمام شرکاء کی عشاء کے بعد رات گئے تک تقریری مشق ہوتی رہی۔ مولانا فقیر اللہ اختر نے اس نظم کی مکمل نگرانی کی۔ تقریروں میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے رفقاء کو خطبات حضرت لدھیانویؒ اور خطبات محمودؒ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ انعام میں دیئے گئے۔

اختتامی تقریب

13 نومبر دس بجے صبح جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ شرکاء کورس میں سے تقریری مقابلہ میں پہلی پانچ پوزیشن حاصل کرنے والے رفقاء کے ابتداء میں بیانات ہوئے۔ مولانا خلیل الرحمٰن' مولانا محمد صفدر' مولانا مطیع الدین اشعر' مولانا طلعت محمود اور تقریری مقابلہ میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے جناب مولانا محمد راشد مدنی کے ایمان پرور بیانات ہوئے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض کراچی کے مولانا محمد شکیل نے بطریق احسن سرانجام دیئے۔ اختتامی تقریب میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر حضرت شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی نمائندگی کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب کو تکلیف دی گئی تھی۔ آپ نے شرکاء کورس کو پندونصائح فرمائیں اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آپ کے بیان کے بعد شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے شرکاء کورس کو انعامی کتب اور سندات عنایت فرمائیں۔ حضرت مولانا عبداللطیف مسعود' حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' صاحبزادہ عزیز احمد' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا غلام مصطفیٰ' قاری عبدالرحمٰن شاکر'

قاری محمد رمضان‘ کتب وسندات دینے کے نظم میں شریک رہے۔ رول نمبر 4 جناب اطہر علی لاہور نے تیسری‘ رول نمبر 12 مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان نے تقریر میں پہلی اور امتحان میں دوسری اور رول نمبر 56 مولانا مسعود اظہر ساہیوال نے بھی دوسری اور رول نمبر 60 مولانا منور حسین احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اول‘ دوم‘ سوم آنے والے حضرات کو نقد انعام اور اضافی کتب بھی ساتھ دی گئیں۔

حفظ القرآن کی سندات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کام کرنے والے حفظ وقرات کے مدارس کا مرکزی دفتر کے مدرسہ کے توسط سے وفاق المدارس سے الحاق ہے۔ گزشتہ سال چناب نگر مدرسہ ختم نبوت کے آٹھ طالب علموں نے حفظ القرآن کا امتحان وفاق المدارس سے پاس کیا تھا۔ ان کو مدرسہ اور وفاق المدارس کی سندات حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے عنایت فرمائیں۔ (یادرہے کہ مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں سوا سو سے زیادہ مسافر طالب علم اور اتنے ہی مقامی طلباء وطالبات تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ طالبات کے لئے علیحدہ شعبہ قائم کیا گیا ہے جس میں استانی صاحبہ پڑھاتی ہیں جبکہ حفظ قرآن مجید کے لئے چار کلاسیں بڑی کامیابی سے چل رہی ہیں۔ امسال رمضان المبارک کے بعد دو مزید حفظ کی کلاسوں کے اضافہ کی مجلس نے منظوری دی ہے۔)

ساڑھے بارہ بجے یہ روح پرور تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ حضرت مولانا قاری محمد یعقوب‘ حضرت مولانا قاری عبیداللہ گورمانی‘ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن فیصل آباد سے‘ مولانا حافظ محمد ثاقب‘ حضرت مولانا سید احمد حسین گوجرانوالہ سے‘ صاحبزادہ رشید احمد‘ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ سے‘ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا سے اس اختتامی تقریب میں خصوصیت سے شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ چناب نگر‘ چنیوٹ کے رفقاء کی بھی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی تشریف آوری نے کورس کی اس اختتامی تقریب کو صوری اور معنوی طور پر قابل رشک بنادیا۔ فلحمدللہ!

ذیل میں شرکاء کورس کے اسماء گرامی مع رول نمبر کے ملاحظہ ہوں:

رول نمبر	نام	ضلع	رول نمبر	نام	ضلع
1	ڈاکٹر مسعود اختر	گوجرانوالہ	2	محمد رمضان	خوشاب
3	محمد شعیب	لاہور	4	اطہر علی	لاہور
5	اسامہ بن زید	گوجرانوالہ	6	آصف اقبال	راولپنڈی
7	عبدالرزاق	مظفر گڑھ	8	حافظ محمد اشرف	بہاول نگر

9	محمد احمد	بہاول پور	10	محمد عرفان غزنوی	فیصل آباد
11	محمد ابوبکر	جھنگ	12	محمد راشد مدنی	رحیم یار خان
13	محمد عثمان	سیالکوٹ	14	رائے محمد عثمان تحسین	شیخوپورہ
15	محمد آصف	اوکاڑہ	16	شکیل احمد	کراچی
17	طلعت محمود	کراچی	18	عمر دراز رانجھا	سرگودھا
19	انعام الرحمٰن	گوجرانوالہ	20	محمد زبیر	جھنگ
21	سید کامل رضا	سرگودھا	22	محمد منور	بہاول پور
23	شبیر احمد	بہاول پور	24	غلام فرید	بہاول پور
25	خالد محمود	ملتان	26	سردار عالم	چترال
27	زین العابدین	مردان	28	عبدالقادر فیروز	باغ آزاد کشمیر
29	اللہ یار شاہ	جھنگ	30	خالد محمود	لودھراں
31	سلیم اللہ	مظفر گڑھ	32	محمد افضل	جھنگ
33	اکرم الحق فاروقی	مظفر گڑھ	34	محمد عارف	میانوالی
35	عبدالباسط	مانسہرہ	36	خلیل الرحمٰن	سرگودھا
37	محمد طیب فاروقی	سرگودھا	38	غلام مصطفیٰ	شیخوپورہ
39	حافظ محمود خان	شیخوپورہ	40	صفدر علی	وہاڑی
41	محمد احمد	ملتان	42	عبدالصبور	لودھراں
43	محمد یعقوب	لودھراں	44	عبدالوحید	لودھراں
45	محمد عبداللہ	اوکاڑہ	46	گلفام خان	مظفر آباد
47	محمد زبیر	قصور	48	خالد محمود	بہاول پور
49	حافظ منیب الرحمٰن	فیصل آباد	50	عمران علی	سرگودھا
51	راشد محمود	بہاول پور	52	امین الرشید	بہاول پور
53	محمد ریاض	بہاول پور	54	محمد اسحٰق	بہاول پور
55	محمد کلیم اللہ	بہاول پور	56	مسعود اظہر	ساہیوال

57	سلیم اللہ	شکارپور	58	منور احمد	بہاولپور
59	عبدالحفیظ	سانگڑھ	60	منور حسین	بہاولپور
61	ابوبکر محمود	ملتان	62	محمد سرور	ٹوبہ ٹیک سنگھ
63	حبیب الرحمٰن	نواب شاہ	64	عتیق الرحمٰن	کوٹلی آزاد کشمیر
65	ضمیر حسین	نوشہرو فیروز	66	اکرام الحق	گجرات
67	محمد عظیم	سیالکوٹ	68	محمد شہزاد مسعود	بہاولپور
69	محمد یوسف	سرگودھا	70	محمد ارشد	قصور
71	محمد حنظلہ	جھنگ	72	محمد خالد محمود	جہلم
73	عبداللہ	بدخشان افغانستان	74	اللہ یار واسطی	میانوالی
75	سلیم قیصر	جھنگ	76	ساجد محمود	سیالکوٹ
77	لال حسین اختر	جھنگ	~~78~~	عبدالرؤف	نوشہرہ مردان
~~79~~	ریحان اللہ	نوشہرہ مردان	80	محمد انصر	وہاڑی
~~81~~	عبدالرحمٰن		82	حفیظ اللہ طاہر	سرگودھا
83	عطاء الرحمٰن	خانیوال	84	احمد رضوان خالد	ٹوبہ ٹیک سنگھ
~~85~~	امجد علی		86	احمد نواز خان	اٹک
87	رب نواز	ڈیرہ غازی خان	88	محمد عثمان	جھنگ صدر
89	مجیب الرحمٰن	خوشاب	90	ندیم شہزاد	قصور
91	محمد فیروز	مظفرگڑھ	92	محمد ایوب	مظفرگڑھ
93	حبیب اللہ	مظفرگڑھ	94	شاہ نواز	ڈیرہ غازی خان
95	حبیب اللہ	لیہ	96	محمد آصف	سیالکوٹ
97	حماداللہ	خیرپور میرس	~~98~~	محمد شہزاد	سیالکوٹ
99	سلطان احمد	نوشہرو فیروز	100	محمد عبیداللہ صدیقی	لیہ
101	غلام رسول	مظفرگڑھ	102	مطیع الدین اشعر	سکھر

☆.....☆.....☆

ادارہ

قافلہ آخرت

آہ! مولانا سید منظور احمد آسی

مانسہرہ کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ آسی یکم نومبر بروز جمعرات کو انتقال فرماگئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ اسی روز شام چار بجے مانسہرہ جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا مفتی وقار الحق صاحب کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں علاقہ کے علماء کرام کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی اور آپ کو رحمت حق کے سپرد کردیا گیا۔

مولانا سید منظور احمد آسیؒ نے جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ سے دورہ حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ بھی رہے۔ بعد میں آپ نے سرکاری ملازمت کے تحت گورنمنٹ سکول مانسہرہ میں پڑھانا شروع کیا اور اپنے گاؤں کی مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ آخر وقت تک مجلس تحفظ ختم نبوت وجمعیت علماء اسلام سے اپنا تعلق برقرار رکھا۔ اسلام آباد ومانسہرہ کے علاوہ آزاد کشمیر تک بھی آپ نے قادیانیوں کو نکیل ڈالنے میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی سوانح بھی تحریر کی۔ مختلف اخبارات ورسائل کے لئے مضامین بھی لکھتے رہے۔ علم وقلم سے رشتہ آخری وقت تک آپ نے برقرار رکھا۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے آپ کو سانس کی تکلیف ہوگئی تھی لیکن بایں ہمہ آپ نے اپنے معمولات کو جاری رکھا۔ آپ کے ایک بیٹے ماشاء اللہ عالم دین بن رہے ہیں۔ توقع ہے کہ وہ اپنے عظیم باپ کے جانشین ثابت ہوں گے۔ اللہ رب العزت مرحوم کی قبر مبارک پر اپنے انوارات کی بارش نازل فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ادارہ لولاک مرحوم کے خاندان کے جملہ افراد کے اس صدمہ میں برابر کا شریک ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی ہمشیرہ کا انتقال

مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما تحریک آزادی کے عظیم مجاہد حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئیؒ

کی صاحبزادی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے امیر مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی ہمشیرہ گزشتہ جمعہ کو سعودی عرب میں انتقال کر گئیں۔ وہ کچھ عرصہ سے کینسر کی مریضہ تھیں۔ علاج کے سلسلہ میں ان دنوں ریاض کے ہسپتال میں زیر علاج تھیں۔ ریاض سے مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی اطلاع کے مطابق اگرچہ کچھ افاقہ ہو گیا تھا مگر وقت پورا ہونے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلاوا آگیا اور کوئی علاج بھی کام نہ آسکا۔ آخرت کی مسافرہ اپنے وطن' بہنوں' بھائیوں' اعزہ' اقرباء سے دور دار فنا سے دار بقا کے سفر پر روانہ ہو گئیں۔ مرحومہ اپنے خاندانی روایات کے مطابق نہایت ہی نیک سیرت' دیندار اور پرہیزگار اچھے خاندان کی مالکہ تھی۔ نماز جنازہ ریاض کے شاہی خطیب مشہور عالم دین کی اقتداء میں نماز جمعہ کے بعد ادا کی گئی۔ ہزاروں کے اجتماع کے بعد مرحومہ کو مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے لحد میں اتارا اور سپرد خاک کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین خواجہ خواجگان حضرت الشیخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' حضرت سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب' مفتی محمد جمیل خان صاحب' تمام مبلغین مجلس اور پشاور شہر کی مجلس کے عہدیداروں اور رفقاء نے مرحومہ کے برادران اور خاندان سے تعزیت کرتے ہوئے ایصال ثواب اور بلندی درجات کی دعا کی ہے۔ قارئین سے مرحومہ کے ایصال ثواب اور بلندی درجات کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

قاری غلام فرید اعوان کو صدمہ

قاری غلام فرید اعوان امیر جمعیت علماء اسلام ضلع سیالکوٹ و مہتمم مدرسہ حیات القرآن پسرور کے والد محترم مورخہ 5 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک نماز فجر میں سجدہ کی حالت میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر 95 سال تھی۔ قارئین لولاک سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

مولانا عبدالوہاب اور مولانا فقیر اللہ اختر کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حافظ آباد کے مبلغ حضرت مولانا حافظ عبدالوہاب کے نوجوان بھتیجے ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر کے تایاجان بقضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ اللہ رب العزت ان مرحومین کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت سے وافر حصہ نصیب فرمائیں۔ ادارہ لولاک ہر دو حضرات کے اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

☆......☆......☆

ادارہ

تبصرہ کتب

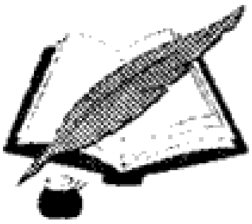

تبصرہ کے لئے
دو کتابوں کا آنا
ضروری ہے

نام کتاب : قرآن مجید ایک عظیم نعمت

صفحات : 50

ناشر : مبین ٹرسٹ پوسٹ بکس نمبر 470' اسلام آباد

اسلام آباد کے محترم جناب الحاج فضل کریم صاحب نے اپنے چند اہل خیر رفقاء کے ساتھ مل کر مبین ٹرسٹ قائم کیا ہے۔ خوبصورت قطعہ جات' کتبے' فریم' دینی رسائل و کتب' انتہائی دیدہ زیب اور خوبصورت اعلیٰ کاغذ پر شائع کر کے اسلام کی ترویج و اشاعت و اہل اسلام کی خدمت کا فریضہ سر انجام دیتے رہتے ہیں۔ جان جوکھوں میں ڈال کر اس کام کو مشنری انداز میں آگے بڑھائے جا رہے ہیں۔ پچاس صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ بھی اس سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ آفسٹ طباعت' آرٹ پیپر پر رنگین و دلکش اشاعت نے اس کتابچہ کی معنوی خوبیوں کے ساتھ صوری خوبصورتی کو بھی چار چاند لگا دیتے ہیں۔ آداب و احکام تلاوت' ہدایات' دعائے ختم القرآن کے علاوہ فضائل قرآن مجید پر مشتمل چالیس احادیث مبارکہ (ترجمہ) کے مجموعہ پر مشتمل یہ کتابچہ مبین ٹرسٹ پوسٹ بکس نمبر 470' اسلام آباد سے طلب کیا جا سکتا ہے۔ اس ٹرسٹ کی رکنیت حاصل کرنے اور اس کام میں حصہ دار بننے کے لئے ان سے رابطہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر عمل کرنے توفیق عطا فرمائیں۔

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد چہارم

مصنفین : حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ' حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ' حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

صفحات : 680

قیمت : 150

ملنے کا پتہ : دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

الحمد للہ ثم الحمد للہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آج سے ایک عشرہ پہلے "احتساب قادیانیت" کے نام

بقیہ: صفحہ 28 پر

بحضور ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ اللہ! محتشم تیرا نام اے ساقی
ان گنت تجھ پہ درود اور سلام اے ساقی

بعد اللہ کے بنے تیرا مقام اے ساقی
کس کی جرأت ہے کرے اس میں کلام اے ساقی

از ازل تا بہ ابد تیری ہی سرداری ہے
سیدُ الکل ہے تو ہے سب کا امام اے ساقی

تجھ پہ اللہ کی رحمت کا ہے سایہ ہر دم
کل جہاں پر تری رحمت ہے مدام اے ساقی

فرشیوں پر تو عنایات کی کچھ حد ہی نہیں
عرشیوں پر بھی ترا فیض ہے عام اے ساقی

واسطہ تجھ کو براہیم کی فرزندی کا
ایک کوثر کا چھلکتا ہوا جام اے ساقی

آلِ اطہار رضی اللہ عنہم کے صدقے ہو عطا اک ساغر
اک پیالہ پئے اصحاب رضی اللہ عنہم کرام اے ساقی

خستہ جانوں سے کوئی پوچھے حلاوت اس کی
راحتِ جان و جگر ہے ترا نام اے ساقی

کبھی تنہائی میں محسوس کیا کرتا ہوں
صحنِ دل میں ترا آہستہ خرام اے ساقی

مہ جبیں لاکھ سہی شہرۂ آفاق مگر
ان کے حلقے میں ہے تو ماہِ تمام اے ساقی

نازنیں ایک سے اک بڑھ کے جہاں میں آئے
ہے تری ذات مگر رشکِ بتام اے ساقی

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ہے خدا کا ارشاد
از افق تا بہ افق تیرا پیام اے ساقی

مٹنے والے ہیں سبھی نقش جہانداروں کے
نقش ہے تیرا فقط نقشِ دوام اے ساقی

تجھ پہ اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا سلام
ہم غلاموں کی بھی جانب سے سلام اے ساقی

سوچتا ہوں غمِ دل عرض کروں یا نہ کروں
ان دنوں فکر سے ہے جینا حرام اے ساقی

خوار ہے عالمِ اسلام نصاریٰ کے تلے
آج امت کا دگرگوں ہے نظام اے ساقی

نگہِ لطف غریبوں پہ خدارا ہو جائے
پھر سنور جائے یہ بگڑا ہوا کام اے ساقی

دل مرا ڈوب رہا ہے کہ تہی دامن ہوں
ہونے والی ہے ادھر زیست کی شام اے ساقی

ایک امیدِ شفاعت ہے فقط زادِ سفر
جس سے ہمت سی ہے کچھ گام بگام اے ساقی

لاج رکھنا کہ ترے رحم و کرم پر ہے نفیس
ہے ترے در کا غلام ابنِ غلام اے ساقی

نفیس الحسینی

رد قادیانیت پر علماء کرام کی سہ ماہی تربیتی کلاس

❖...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے رد قادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

❖...... 10 شوال 1422ھ سے سہ ماہی کلاس جاری کی جارہی ہے۔

❖...... جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔

❖...... کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا وفاق المدارس پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا جید جدا میں سندیافتہ ہونا ضروری ہے۔

❖...... ان حضرات کو قیام و خوراک کے علاوہ آٹھ سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔

❖...... ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے حضرات جو امتحان میں باصلاحیت معلوم ہوں انہیں حسب ضرورت مجلس کے شعبہ تبلیغ میں خدمات کا موقع دیا جاسکتا ہے۔

❖...... جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔

❖...... تعلیم 10 شوال کو شروع ہو جائے گی۔

درخواست و رابطہ کیلئے:

مرکزی ناظم اعلیٰ

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

Monthly ***Laulak*** Multan Regd. No. M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون کی اپیل!

* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر میں قادیانیت کا تعاقب کر رہی ہے۔
* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں کو دعوت اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے۔
* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عدالتوں میں قادیانی' مسلم مقدمات کی پیروی کر رہی ہے۔
* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے ذریعہ سینکڑوں علماء کو ہر سال قادیانی' بہائی' گوہر شاہی اور یوسف کذاب جیسے گمراہ فرقوں کے مناظرہ کی تربیت دے رہی ہے۔
* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرکزی دفتر میں تالیف و تصنیف کا شعبہ' اور عالمی لائبریری کا اہتمام کیا ہے۔
* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مدارس عربیہ' مبلغین' تبلیغی دفاتر' لٹریچر' ہفت روزہ ختم نبوت' ماہنامہ لولاک کے ذریعہ تبلیغ واشاعت و حفاظت دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ: زکوۃ' صدقات' عطیات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور معاونت فرمائیں۔

نوٹ: مجلس زکوۃ و صدقات کی رقوم اپنے زیر انتظام مدارس دینیہ پر صرف کرتی ہے۔ اس لئے رقم دیتے وقت مد کی صراحت فرمائیں۔ اور مقامی مبلغین کو دے کر رسید حاصل کریں یا براہ راست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

امیر مرکزیہ:	نائب امیر مرکزیہ:	مرکزی ناظم اعلیٰ:
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم	حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی صاحب مدظلہ	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122